



(سیرِ نوافلِ حالِ دل)

تیرا ہوں جان لے

رمشا حسین

<https://primeurdunovels.com/>

تیرا ہوں جان لے

(سیریز ٹو آف حالِ دل)

تحریر مرمشا حسین

قسط 1 تا 4

کچھ وقت بعد!

آروش اور یمان نے اپنے بیٹے کا نام زمان رکھا تھا زمان کی پیدائش کے کچھ وقت بعد ہی اللہ نے آروش کو دو جڑواں بیٹیوں سے نوازہ تھا جس پہ یمان تو خوش ہوا ہی تھا گیارہ سالہ یامین کے قدم بھی

زمین پہ ٹک نہیں رہے تھے آخر کو اُس کو اُس کی فیری ٹیل جو مل گئی تھی وہ بھی تین کیونکہ فجر کو بھی اللہ نے اپنی رحمت سے نوازہ تھا جس کا نام میرب رکھا تھا یمان اور آروش کی بیٹیوں میں سے ایک کا نام "ماہ روش" تھا جو پوری آروش کی کاربان کاپی تھی مگر اُس کے گالوں پہ ڈمپل یمان کی طرح کے پڑتے تھے دوسری بیٹی کا نام انہوں نے "ماہ روز" رکھا تھا جو بہت معصوم تھی پر اُس کی آنکھیں نہ آروش کی آنکھوں جیسی تھی اور نہ گالوں پہ باپ کے جیسے ڈمپل تھے مگر نین نقش اُس کے آروش جیسے تھے یامین کو عزیز تو وہ تینوں تھی مگر جو زیادہ عزیز تھی وہ تھی "ماہ روز" دونوں کی پیدائش پہ جب یامین نے "ماہ روش" کو گود میں اٹھایا تھا تو اُس نے رونا ڈال دیا تھا جس پہ یامین نے اُس کو دیکھنے سے بھی توبہ کر لی تھی مگر "ماہ روز" اُس کو عزیز تھی کیونکہ جب اُس کو اٹھایا تھا وہ اپنی آنکھوں کو بڑی بڑی کیے اُس کو دیکھ رہی تھی اس بات پہ یامین کا ماننا تھا کہ وہ "ماہ روز" کو پسند آگیا ہے تبھی وہ اب اُس کو اپنی ملکیت سمجھ بیٹھا تھا ایک وجہ فجر تھی جس نے اُس کے کچے دماغ میں یہ بات ڈال تھی کہ وہ یمان کی بیٹی اُس کی ہوگی۔

حویلی کے بارے میں اگر بات کی جائے تو حریم کو بیٹا ہوا تھا جس کا نام انہوں نے داؤد رکھا تھا یہ حریم کی پسند تھی جیسے حریم کی بیٹی "حورم" ٹھیک اُس طرح دُرید شاہ کا بیٹا "داؤد شاہ" شازل اور ماہی کی گل کائنات بس ایک تھا شازم شاہ جو سب پہ بھاری تھا بچپن میں جس طرح خود رو کر سب کو پریشان کرتا تھا ٹھیک اُس طرح اپنے سات سالہ ہونے پہ سب کی ناک پہ اُس نے دم کر رکھا تھا خاص طور پہ حورم سے تو اُس کو حد درجہ چڑ تھی اُس کو سکون میں بیٹھا دیکھنا شازم شاہ کو گوارہ نہ تھا اس لیے جب کبھی موقع ملتا اُس پہ وار کر دیتا جس پہ حورم تین چار باتیں اپنی ملا کر سیدھا اُس کی

شکایت یا تو شہباز شاہ سے کرتی یا سنازل شاہ کے پاس جاتی جس پہ سنازم کی شامت پکی ہوتی تھی مگر وہ باز پھر بھی نہیں آتا تھا۔

یامین کی عمر چودہ سال تھی۔

شازم شاہ اور حورم شاہ دونوں سات سال کے تھے بس دونوں میں دو ماہ کا فرق تھا
زمان اور داؤد پانچ سال کے تھے ان دونوں میں بھی ایک ماہ کا فرق تھا دونوں کی آپس میں بہت بنتی
تھی۔

جب ماہ روش ماہ روز اور میرب یہ تینوں تین سال کی تھیں



ادھر چلی میں ادھر چلی

ہاں ادھر چلی میں ادھر چلی

آ آ آ آ آ پھسل گئی۔۔۔۔۔

سات سالہ حورم ہاتھوں میں پھولوں کا ٹوکرا پکڑے اُچھلتی کودتی حویلی میں داخل ہو رہی تھی جب

اچانک سے گیلے فرش پہ پاؤ رکھتے ہی وہ گر پڑی

ہاہاہاہاہاہا۔ پلر کے پیچھے چھپا شازم شاہ جو پانی کی بوتل پکڑے اور دوسرے ہاتھ میں فٹ تھامے اُس

کے گرنے کے ہی انتظار میں تھا اُس کو جیسے ہی گرتا دیکھا تو پیٹ پہ ہاتھ رکھ کر زور سے قہقہہ لگانے

و

ادھر چلا میں وہ ادھر چلا

ہاں اِدھر چلا میں اُدھر چلا

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUSSION

بتانہ چلا کب میں پھسل گیا اااااااا

شازم اُس کے گرد چکر کاٹتا اُس کی نقل اُتارتا اُس کو تپانے لگا جس پہ حورم اپنی چھوٹی ناک بھلائے اور اپنے پاؤں پہ ہاتھ رکھتی اُس کو کھاجانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ہم تمہیں چھوڑے گے نہیں شازی۔ حورم چیخ کے بولی

میں تو ڈر گیا حضور۔ شازم نے ڈرنے کی اداکاری کی۔

بس ہمیں آپ یہ بتادے آپ کے "ہم" میں کتنے لوگوں کا ٹولا ہے تاکہ ہم بھی اپنی طرف سے جنگ کا میدان تیار کرے کیونکہ بڑے بزرگ کہتے ہیں لڑائی میں برابری ہو تو ہی جیتنے میں مزہ آتا ہے تو پلیز حضور ہمیں آگاہی دے آپ کے "ہم" میں اور کون کون ہے؟ شازم بال نیچے رکھ کر اُس پہ اپنا پاؤں رکھتا حورم کو ٹھیک ٹھاک تپا گیا

پہلے تو ہم اکیلے تھے پر اللہ میاں کی قسم اب ہم شازل بابا سے تمہاری شکایت میں زمین آسمان ایک نہ کردے تمہیں درخت پہ اُلٹا نہ لٹکوا یا تو ہمارا نام بھی حورم دُرید شاہ نہیں۔ حورم خونخوار نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولی تو شازم کی رنگت اپنے باپ کے نام پہ پل بھر میں اڑی تھی۔

شازل بابا کی چمچھی اگر ایک لفظ بھی بابا سائیں کو میرے خلاف بولا نہ تو میں تمہاری زبان پہ کوئلہ رکھ دوں گا پھر کرتی نہ ہم ہم ہم۔ شازم وارن کرتی نظروں سے اُس کو دیکھ کر گونگوں کی اداکاری کرتا اُس سے بولا

ٹھیک ہے پھر تم کوئلہ تلاش کر کے آؤ کیونکہ اب ہم نہیں رکنے والے کیونکہ حورم شاہ کو دبانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ حورم اتنا کہتی زور زور سے چیختی پوری حویلی اپنے سر پہ اٹھا گئی۔ شازم منہ اور آنکھیں پوری کھول کر اُس کا ڈراما دیکھنے لگا۔

اللہ میاں ہمارا پاؤں۔۔۔۔۔

بابا سائیں بابا جانی کہاں ہیں کوئی ہمیں اٹھائے

شازل بابا آپ کی پرنسز لنگڑی ہو گئی کوئی ڈاکٹر کو بلاؤ۔ حورم شازم شاہ کو دیکھتی زور زور سے دوہائیاں دینے لگی تو اُس کا گلا تک خشک ہونے کے در پہ تھا مگر وہ بے نیاز ہوتی اپنی چیخوں کا سلسلہ طویل سے طویل کرتی گئی جس سے آہستہ آہستہ سب لوگ حویلی کے ہال جمع ہو گئے ہیں۔ شازم نے شازل شاہ کو سیڑھیوں سے بھاگتا آتا دیکھا تو سٹیٹا کر ہاتھ میں پکڑا بال حورم کے منہ مار کر باہر کو بھاگا۔ حورم نے دانت کچکچا کر اُس کو چوہے کی طرح بھاگتا دیکھا تھا کیونکہ گرنے کی وجہ سے پاؤں میں تو چوٹ نہیں آئی تھی مگر منہ پہ بال لگنے کی وجہ سے اُس کی ناک ٹوٹتے ٹوٹتے پچی تھی۔ کیا ہوا بچہ؟ شازل پریشانی سے اُس کو گود میں اٹھاتا بولا تو حورم اپنا سر اُس کے کندھے پہ رکھتی اپنی پوری آنکھیں پھاڑنے لگی تاکہ اُن میں سے پانی نکل آئے

ہمارے پاؤں موج آگئی شازی گرایا بال الگ منہ پہ ماری۔ حورم سوں سوں کرتی بولی۔ پرنسز تم روؤ مت آپ کا پاؤں جلدی سے ٹھیک ہو جائے گا۔ شازل اُس کو بہلانے لگا۔ کیا ہوا لالہ؟ حریم اپنا چہرہ ڈھانپتی فکر مندی سے شازل کی بانہوں میں حورم کو دیکھنے لگی۔

حورم کو موج آئی ہے۔ شازل نے اُس کو بتایا لاؤنج میں لے جا کر ایک صوفے پہ بیٹھا جس کے قریب پانچ سالہ داؤد ڈرامینگ کرنے میں مصروف تھا۔

موج کیسے آئی؟ حریم ملازمہ سے تیل لانے کا کہتی حورم کو دیکھنے لگی جو شازل کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔

تاہی تو ان چوٹی پھوٹی نوٹ شے فلق نہیں پلتا ان تے اُپل دلبودل بی گلے دا تو یے بپ دائے گی۔ (آپي کو ان چھوٹی موٹی چوٹوں سے فرق نہیں پڑتا ان کے اُپر بلڈوزر بھی گر پڑے گا تو یہ بچ جائے گی) داؤد نے موج کا سُنا تھا اپنی تو تلی زبان میں حریم کو تسلی کروائی۔

تم زیادہ بڑے ابا مت بنو زبان میں کوئلہ رکھوں گی نہ تو تو تلہ بولنے سے بھی مرحوم رہ جاؤ گے۔ حورم داؤد کی بات پہ تپ کے بولی تو داؤد منہ بنانے لگا۔

دائی تا تو امانہ ای نہیں (اچھائی کا تو زمانہ ہی نہیں) داؤد بڑبڑاتا دوبارہ سے اپنی ڈرامینگ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

مالش کروں گی تو موج ٹھیک ہو جائے گی۔ حریم نے کہا تو حورم کے چہرے کی ہوائیاں اُڑنے لگی۔ مالا لیش۔۔۔ کیوں؟ حورم گڑبڑا کر بولی۔

تاکہ پرنسز کا پاؤں ٹھیک ہو جائے بتاؤ کس پاؤں میں موج آئی ہے میں نرمی سے مالش کروں گا۔ شازل نے پیار سے اُس کو پچکارا

اس میں۔ حورم کو جو پاؤں سمجھ آیا اُس پہ اشارہ کیا۔

آپ نے تو بابا پاؤں پکڑا تھا۔ شازل نا سمجھی سے اُس کو دیکھ کر بولا

ہاں پر اب اس میں ٹرانسفر ہو گیا ہے۔ حورم گڑبڑا کر بولی

کیا باتیں کر رہی ہو حورم پریشان مت کرو جو بات ہے وہ کرو۔ حریم نے اُس کو ڈپٹا

بابا جانی کو آنے دے ہم بتائینگے آپ نے ہمیں بیڈلی ڈانٹا۔ حورم دوبارہ سے رونے کی تیار پکڑتی ہوئی بولی

بلیک میلر جانے کس پہ گئی ہو تم۔ حریم تپ اٹھی۔

شازل بابا ہمارے ساتھ یہ سب شازی کی وجہ سے ہوا ہے آپ اُس کو سزا دیں گے نہ؟ درخت پہ لٹکائے گے نہ؟ حورم شازل کا چہرہ اپنی طرف کرتی معصوم شکل بنائے بولی۔

ہاں میرا بچہ ضرور درخت کیا میں اُس کو حویلی کی چوٹی سے لٹکاؤں گا بس آپ رو مت۔ شازل نے اُس کو پچکارا

واقع؟ حورم کی باچھیں کھل گئی۔

جی پر پہلے مالیش۔ شازل نے کہا

ہمارا پاؤں ٹھیک ہے مالش کی ضرورت نہیں آپ بس شازی کو سزا دے ورنہ وہ ہمیں لنگڑا کر کے ہی چھوڑے گا۔ حورم کی ایک ہی رٹ پہ شازل نے گہری سانس خارج کی۔



آپ یہاں ہیں میں کب سے آپ کو گھر میں تلاش کر رہا تھا۔ ایمان کچن میں آتا آروش سے بولا
ہاں وہ دودھ اُبال رہی تھی۔ آروش مصروف لہجے میں بتانے لگی۔

کہاں وہ سب؟ ایمان نے اپنے بچوں کا پوچھا

کمرے میں ہیں۔ آروش نے بتایا

اچھا میں اُن کے پاس جا رہا ہوں۔ ایمان اُس کا ماتھا چوم کر کچن سے باہر جانے لگا۔
میں کافی بنا کر لاتی ہوں تمہارے لیے۔ آروش نے مسکرا کر اُس کو جاتا دیکھا تو کہا
جلدی آئیے گا۔ ایمان کہتا کچن سے باہر نکل آیا

او ہو یہ کیا کر دیا ہے؟ ایمان کمرے میں آیا تو سارے کھلونے یہاں سے وہاں بکھرے پڑے تھے پانچ
سالہ زمان بیڈ پہ نوڈلز کھا کم بیڈ شیٹ گندی زیادہ کر رہا تھا جبکہ تین سالہ ماہ روش کسی کے کمرے سے
میک اپ کا سامان لاتی اپنی بہن ماہ روز کے چہرے پہ مل رہی تھی جو اپنے چھوٹے سے ہونٹوں کو
پاؤٹ کی شکل دیئے ہوئی تھی جس کا مطلب تھا اُس کو لپسٹک کے لگنے کا انتظار ہے جو ماہ روش اُس
کے ہونٹوں کے بچائے ٹھوری پہ لگا رہی تھی۔

توبہ ہے روش کیا حال کر دیا ہے بہن کا۔ ایمان ماہ روز کو گود میں اٹھاتا ماہ روش سے بولا
تلیل (چڑیل) ماہ روش منہ پہ ہاتھ رکھتی کھی کھی کرنے لگی جس پہ اُس کے ڈمپل نمایاں ہونے لگے۔
خود بھوتی۔ زمان نے اُس کو چڑایا تو اُس نے گھور کر زمان کو دیکھا۔
بُری بات ہے اب جب آپ کی ماں یہ آپ کی شکل دیکھے گے کی تو کیا ری ایکشن ہوگا؟ اور روش کو
یہ میک اپ کا سامان کس نے دیا؟ ایمان ماہ روز سے بات کرتا زمان سے بولا
دادو کے کمرے میں تھا۔ زمان نے بتایا۔

چلو آؤ نہالوں پھر آپ دونوں نے دودھ بھی پینا ہے۔ ایمان ماہ روش کو بھی کھڑا کیے بولا
دند ہے۔ (ٹھنڈ ہے) ماہ روز نے منہ بنا کر کہا

پانی گرم ہے اس لیے کوئی بہانا نہیں ہے اور زمان تم اپنی بہنوں کا سامان سائیڈ پہ کر کے رکھو۔ ماہ
روش اور ماہ روز اب دونوں یمان کی بانہوں میں تھی جو زمان کو تاکید کر رہا تھا۔

ڈیڈ گند یہ کرتیں ہیں تو صاف بھی خود کرے نہ۔ زمان بد مزہ ہوتا بولا

بڑے بھائی ہو تم ان کے اس لیے شاباش اُٹھو اب۔ ایمان نے کہا تو ناچار زمان کو بیڈ سے اُٹھنا پڑا۔ چلو آپ دونوں اب واشروم میں۔ ایمان اُن دونوں کو کہتا واشروم میں چلا گیا۔

[illegible]

السلام علیکم مامی جان روز کہا ہیں؟ یا مین جو اسکول سے واپس آیا تو سیڑھیاں چڑھتی آروش کو دیکھا تو پوچھا

وعلیکم السلام وہ تو کمرے میں ہیں اور تم کیا اسکول سے یہاں آئے ہو؟ آروش اُس کو اسکول یونیفارم میں دیکھ کر حیران ہوتی پوچھنے لگی۔

جی اُس کی یاد آرہی تھی اور میں چاکلیٹ بھی لایا ہوں۔ یا مین نے مسکرا کر بتایا
بہت بگاڑ رہے ہو تم میری بچیوں کو یہ پیار کبھی زمان پہ بھی نچھاور کر لیا کرو۔ آروش اُس کا کان پکڑتی
مصنوعی روعب سے بولی

جی اُس کے لیے بھی ٹافی لایا ہوں۔ یا مین شرارت سے بولا تو آروش ہنس پڑی۔

جاؤ ویسے بھی تمہارے جانے کے بعد زمان نے دونوں سے چاکلیٹ چھین لینی ہے۔ آروش نے کہا
روز کو تو میں کھیلا کر ہی جاؤں گا۔ یامین نے اپنا عزام بتائے



امی _____

امی

امی بچائے۔

شازم درخت پہ اُلٹا لٹکتا مسلسل فریاد کر رہا تھا جس پہ شازل کان بند کرتا اُس کو جھولتے وجود کو دیکھ رہا تھا شازم اُس کو ڈیرے کے پاس لگے درخت پہ سچ مچ میں رسی سے اُلٹا لٹکایا تھا جس پہ شازم کو شدت سے ماہی کی یاد آئی تھی جو اپنی ماں کی طرح تھی۔

تم سُدھرتے کیوں نہیں ماں تو تمہاری بڑی معصوم ہے پھر اُس کا نکلا ہوا سپیل کیوں بد معاش ہے۔ شازل اُس کو گھور کر بولا

ماں معصوم ہے پر بیٹا تو باپ پہ گیا ہے۔ اُلٹا لٹکنے کے بعد بھی شازم باز نہیں آیا تھا۔

تمہارے کانفڈنٹ کی تو داد دینی چاہیے۔ شازل تپ کے بولا

ڈیڈو سچی میں اب کچھ نہیں کروں گا بس آپ آزاد کردے اور یہ حورم میسنی ہے۔ شازم منت بھرے لہجے میں اُس سے بولا تو شازل اُس کو پہ آخر ترس آگیا۔

کیسا لگا ایڈوینچر؟ شازل اُس کے پاؤں رسی سے آزاد کروا کر بانہوں میں بھر کر پوچھنے لگا۔

بہت بُرا امی سے شکایت کروں گا وہ بھی بڑی والی۔ شازم اُس کے کندھے پہ ٹھوری کُکاتا منہ بسور کر بولا

اور کام کیا ہے تمہارا؟ شازل جل کے بولا تو شازم اُس کے کندھے پہ سر رکھتا آنکھیں موند گیا جلدی ہی ایسے ہی اُس کو نیند آگئی تو شازل نے آرام سے اُس کو فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا کر سیٹ بیلٹ باندھ کر خود ڈرائیونگ کی جگہ پہ آگیا



حورم ہوم ورک نہیں کیا تم نے؟ حریم حورم کا بیگ چیک کرتی پوچھنے لگی۔
امی جب انسان درخت پہ لٹکا ہوا ہوتا ہے تو کیسے لگتا ہے؟ حورم نے جیسے اُس کی بات سنی ہی نہیں تھی۔

ہمیں کیا پتا؟ حریم نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

کاش شازل بابا ہمیں بھی ساتھ لیکر جاتے۔ حورم حسرت سے بولی۔
خُرافات کے علاوہ بھی سوچ لیا کرو آؤ ہوم ورک کرو اپنا داؤد کو دیکھو کتنا جلدی کر لیا اُس نے۔ حریم نے اُس کو گھورا

اُس کا اتنا آسان ہوم ورک ہوتا ہے صرف اے بی سی اور ہمیں اے فار اپیل بی فار بلون میں لکھنا ہوتا ہے۔ حورم نے منہ کے زاویئے بگاڑ کر حریم کی معلومات میں اضافہ کیا۔
کیا ہو رہا ہے؟ دُرید کمرے میں آکر پوچھنے لگا۔

ابا جانی آپ آگئے۔ حورم جمپ لگا کر بیڈ سے اُٹھتی بھاگ کر دُرید کے پاس پہنچی تو اُس نے مسکرا کر بانہوں میں بھر کر اُس کے چہرے پہ پیار کیا۔

آپ نے اتنی لیٹ کر دی ہم نے بہت سارا آپ کو مس کیا تھا۔ حورم نے بانہیں پھیلا کر بتایا
ہم نے بھی آپ کو بہت سارا مس کیا تھا پر کیا ہے نہ بیٹا جانی آپ کے بابا جانی کو کل بہت کام تھا
تبھی وہ کل نہیں آئے۔ دُرید اُس کے بال سنوار کر بولا یہ سچ تھا وہ جب سے گاؤں کا سر پنچ بنا تھا تب
سے اُس کے سر پہ زمیداریوں کا بوجھ بڑھ گیا تھا سر پنچ بننے کے بعد جو اُس نے پہلا فیصلہ کیا تھا
گاؤں کا اصول ختم کیا تھا وہ تھا "ونی" جو کبھی بھی کسی کے پاس خون بہا کے عیوض نہیں جائے گی

بیٹیاں اللہ کی طرف سے رحمت ہوتی ہیں اللہ بیٹیاں اس لیے نہیں دیتا کہ وقت آنے پہ آپ اُس کو قربانی کے لیے پیش کرے اب یا تو خون کے خون ہوگا یا پھر اُس چٹی دینی پڑے گی فیصلہ تب ہوگا جب دونوں طرف کے لوگوں کی بات سنی جائے گی اور الزام کس پہ بھی ہو پوری سچائی جاننے کے بعد ہی فیصلہ لیا جائے گا۔۔۔ دُرید کے اس فیصلے پہ جہاں سب لوگ مطمئن اور خوش تھے وہی کچھ لوگوں نے اعتراض بھی اٹھایا تھا مگر دُرید نے کسی پہ توجہ دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ آتے ہی بیٹی کے لاڈ اٹھانے میں لگ گئے۔ حریم نے شکوہ کناں لہجے میں دُرید سے کہا اُپس آپ کی زوجہ محترمہ ناراض ہوگئی۔ حورم منہ پہ ہاتھ رکھ کر بولی تو جہاں دُرید ہنسا تھا وہی حریم نے اُس کو گھورا تھا زوجہ آپ کیوں ناراض ہوتی ہیں بیٹی کے بعد ہم آپ کے پاس ہی آنے والے تھے۔ دُرید اُس کے پاس کھڑا ہوتا بولا۔

اچھا خیر چھوڑے آپ فریش ہو جائے ہم آپ کے لیے کھانا لاتے ہیں۔ حریم نے کہا ٹھیک ہے۔ دُرید نے کہہ کر حورم کو بیڈ پہ بیٹھایا۔



آپ سے شازل ہم سے یہ اُمید نہیں تھی آپ نے شازی کو درخت پہ لٹکایا وہ بھی اُلٹا؟ اگلے دن شازم نے ماہی کو سارا کچھ بتایا تو وہ اُس کو اپنے سینے سے لگاتی تڑپ کر شازل سے بولی درخت پہ اُلٹا ہی لٹکایا جاتا ہے سُلٹا لٹکانے کا مطلب خودکشی۔ شازل سر جھٹک کر بولا امی۔۔۔ شازم رونی صورت بناتا ماہی کو دیکھنے لگا تو ماہی نے شازل کو گھورا آپ کا اکلوتا بیٹا ہے یہ۔ ماہی نے جیسے یاد کروایا

تو؟ بگڑ کتنا گیا ہے تمہیں اندازہ ہے کچھ حویلی سے باہر نکلتا ہے تو گلیوں میں کھلتے بچے اس کو دیکھ کر ایسے آوازیں لگاتے ہیں جیسے گلی میں کسی غنڈے نے قدم رکھ لیا ہو بس اس کے باہر نکلنے کی دیر ہے سب بولنے لگے جاتے پھر شازم شاہ آگیا شازم شاہ آگیا شازم شاہ آگیا۔ جیسے یہ نمونہ شازم نہ ہو پر ائم منسٹر ہو کہیں کا۔ شازل دانت پہ دانت جما کر بولا۔

اس میں میری کیا غلطی اللہ نے بنایا اتنا فرصت سے ہے۔ شازم ماہی کے سینے سے سراٹھاتا معصومیت کے رکارڈ توڑ کر بولا

اور نہیں تو کیا۔ ماہی اس کے واری صدقے ہوئی۔

جی نہیں محترم اس خوشفہمی سے باہر نکل آؤ۔ شازل نے طنزیہ کہا تبھی اس کا سیل فون رینگ کرنے لگا اس نے ریسو کی مگر آواز نہیں آنے لگی۔

ایک تو یہاں نیٹ ورک کا بڑا مسئلہ ہو گیا ہے جانے صبح کس منہوس کی شکل دیکھی تھی۔ شازل موبائل اسکرین کو دیکھ کر بڑبڑایا

صبح آپ نے میری شکل دیکھی تھی اور سب کہتے ہیں میں آپ کی کاپی ہوں۔ شازم دانتوں کی نمائش کرتا بولا تو ماہی کی ہنسی نکل گئی۔

تمہیں تو بیٹا میں بورڈنگ اسکول بھیجتا ہوں ایک وہ ہی حل ہے اب۔ شازل نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا

امی۔۔۔ شازم ماہی سے چپک گیا۔

تھوڑا خیال کرے بیٹا ہے ہمارا یہ میں کہی نہیں بھیجوں گی اس کو۔ ماہی نے اٹل لہجے میں کہا

ہم بھی وہاں بڑے ہوئے ہیں اور اب یہ بھی جائے گا۔ شازل آرام سے بولا
امی میں نے بھپھو کے پاس جانا ہے۔ شازم ماہی کو دیکھ کر بولا
شکل دیکھی ہے اپنی آیا بڑا بھپھو کے پاس جانے والا۔ شازل نے اُس کو گھورا
شازل کیا ہو گیا ہے لے جائے نہ اُس کو آروش کے پاس بہت بار کہہ چکا ہے یہ۔ ماہی نے منت کی۔
رحمان سے لڑائی کرتا ماہ روش اور ماہ روز کو الگ سے تنگ کرتا ہے اُپر سے یامین جو اس سے بڑا ہے
اُس کے ساتھ بد تمیزی الگ سے کرتا ہے۔ شازل نے کہا
بچہ ہے کیا ہو گیا ہے۔ ماہی کو شازل کا اتنا رد عمل دینا پسند نہیں آیا
وہ یامین مجھے روز کے پاس جانے نہیں دیتا ماہ روش گندی ہے بات کرو تو دور چلی جاتی ہے اور رحمان
وہ اپنی چیزیں مجھ سے چھپاتا ہے۔ شازم نے اپنی صفائی میں کہا
جی جی یامین بھی غلط رحمان بھی غلط روش بھی غلط ہے ایک تم ٹھیک ہو بس۔ شازل اُس کی چلا کی پہ
یہی بول پایا۔

کل اتوار ہے آپ شازم کو وہاں لے جائیے گا۔ ماہی نے کہا تو شازل نے گہری سانس خارج کی۔



تم شازم ہو نہ؟ ایمان آفس سے گھر آیا تو ڈرامینگ روم میں کسی بچے کو دیکھ کر مسکرا کر پوچھا پہچان تو
گیا مگر پھر بھی اُس نے پوچھنا ضروری سمجھا۔

پیدائشی نام تو شازم شازل شاہ ہے مگر اپنی پہچان کچھ اس طرح سے ہے۔
ماں مجھے آفت افلاطون شیطانی دماغ والا کہتی ہے پیار سے یا ڈانٹ سے یہ آپ اچھی طرح سے سمجھ
گئے ہو گے۔

اپنے ڈیڈو کے لیے میں شازی ہوں میری آواز بچپن سے اُن کو پھٹے ہوئے اسپیکر کی طرح لگتی ہے اُن کا کہنا ہے جب میں اس درتی میں آیا تو اس درتی سے اُن کا سکون چین آرام کھو گیا اور وہ کیا چیزیں ہوتی ہے ڈیڈو ان چیزوں کا مطلب بھول گئے ڈیڈو کا کہنا ہے جنہوں نے یہ کہا ہے بچے من کے سچے ہوتے ہیں وہ ایک بار شازم شازل شاہ سے ضرور ملے تاکہ اُن کو پتا چلے دُنیا میں زیادہ جھوٹ بولنے والوں کی تعداد میں بچیں سرفہرست میں شامل ہوتے ہیں ڈیڈو تو اکثر یہ بھی کہتے ہیں وہ اکثر سوچتے تھے کہ شازی کو کہاں پھینک آؤں مگر اُن کی راہ میں رُکاوٹ امی لے آئی اور اب میں اُن کی جان کا عذاب اُن کی پیاری بیوی کا لاڈلہ ہوں اور میں کچھ ایسا یونیک بندہ ہوں جس سے اُس کا باپ حد درجہ چڑکھاتا ہے وجہ کچھ اس طرح ہے کیونکہ سال میں ایک دفع امی کہتی ہیں شازم میرا لاڈلہ جب کی شادی کے اتنے سالوں میں امی نے یہ نہیں کہا شازل میرا لاڈلہ۔ ایمان کے پوچھنے کی دیر تھی جو شازم جو اکیلا بیٹھا تنگ آگیا تھا ایک سانس میں بول اٹھا کیونکہ شازل اُس کو چھوڑ کر خود ضروری کام سے نکل گیا تھا شازم آیا تو اُس کو معلوم ہوا رحمان ماہ روش ماہ روز ان تینوں کو یا مین پارک لیکر گیا تھا اس لیے آروش اُس کو بیٹھاتی خود نہانے چلی گئی تھی۔

تم تو بالکل اپنے باپ پہ گئے ہو۔ ایمان اُس کی نان سٹاپ چلتی زبان کو دیکھ کر بولے بنا نہ رہ پایا جی یہ تو میرے لیے باعث خوشی کے بات ہے مگر میرے ڈیڈو کے لیے باعث شرمندگی۔ شازم مصنوعی افسوس سے بولا تو ایمان کی ہنسی نکل گئی اُس کی بات پہ۔

شرم کرو شازی لالہ نے تمہاری گوہر افشانی سنی نہ تو دوبارہ درخت سے لٹکا دینا ہے۔ آروش جو ابھی ڈرائنگ روم میں آئی تھی اُس کی بات سن کر بولی۔

بھپھو اب تو میرا ڈر ختم ہو گیا ہے درخت پہ لٹکنے کا۔ شازم کالر جھاڑ کر بولا تو آروش نے تاسف سے سر کو جنبش دی اُس کے برعکس یمان دلچسپ نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا۔



کچھ عرصے بعد!

وہ گاڑیوں کو اور اٹیک کرتا گزر گیا تھا وہ جانتا تھا اس وقت ٹریفک پولیس لازمی اُس کے پیچھے ہوگی مگر وہ ان سب سے جان کر انجان بنتا پرسکون انداز میں سِگنل توڑ کر بانیک کا اگلا پہیہ اُپر کرتا اپنی دُھن میں مگن بانیک چلا رہا تھا تبھی چاروں اطراف راستوں سے پولیس کی گاڑیوں نے اُس کو اپنے گھیرے میں لیا تو ناچار اُس کو اپنی ہیوی بانیک کو اسٹاپ لگانا پڑا۔

بڑی ہیرو پتی چڑھی ہے تھانے چل ساری ہیرو گردگی نکالتا ہوں تیری۔ پولیس والا اُس کے کندھے پہ ہاتھ مار کر بولا تو وہ اُس کا ہاتھ جھٹکتا سر سے ہیلمنٹ نکال کر سر دائیں بائیں ہلا کر چمکتی نظروں سے پولیس والوں کو دیکھنے لگا جن کے چہرے کی رنگت پل بھر میں اڑی ہوئی۔

گوری رنگت گُشادہ پیشانی جس پہ بال لاپرواہی سے بکھرے پڑے تھے اُشن بلیو آئیز کھڑی ناک عنابی لبوں پہ شیطانی مسکراہٹ سجا کر بیٹھنے والا کوئی اور نہیں بلکہ ایک غازیان تھا سیاستدان غازیان سکندر کا بیٹا

ایک غازیان کا راستہ روکنے کی سزا جانتے ہو؟ وہ اپنی آنکھیں اُس کے چہرے پہ ٹکاتا ٹھنڈے لہجے میں استفسار کرنے لگا

سوری۔۔۔۔۔سر۔۔۔۔۔ہمیں۔۔۔۔۔پتا۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔تھا۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔ہے۔۔۔۔۔پولیس
والا ڈر کر بولا وہ جانتا تھا سامنے والا شخص الٹی کھوپڑی کا مغرور آدمی تھا۔

تمہیں پتا ہے میرا شو تھا آج جس پہ مجھے ار جنٹلی پہنچنا تھا تم نے میرا وقت وضائع کیا اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ ایک سرد نظروں سے اُس کو دیکھنے لگا۔

سر آپ کو کون نہیں جانتا آپ بڑے سیاستداں کے مشہور سنگر ایک غازیان ہیں پر سر آج معاف کر دے اگلی بار ایسا نہیں ہو گا۔ وہ منت کرنے پہ اتر آیا

اوکے اوکے فرسٹ مائٹ نیکسٹ مائٹ کی کوئی گارنٹی نہیں۔ ایک اپنا ہیلمنٹ پہنتا بولا ارادہ تو اُس کو ان سب کو سزا دینے کا تھا مگر اُس کو کلب جلدی پہنچنا تھا اس لیے معاف کر دیا۔

شکریہ سر۔ پولیس والا سکون کا سانس لیکر بولا تو ایک دوبارہ سے اپنی بانٹک اسٹارٹ کرتا زگ زیگ کی طرح بانٹک چلاتا وہاں سے غائب ہو گیا



وہ مرر میں اپنا عکس دیکھنے لگا جو ہو ہو ہو میمان مستقیم جیسا تھا بس ایک چیز کا فرق تھا وہ تھا آنکھوں پہ لگے گلاس کا "خود پہ ایک مسکراتی نظر ڈال کر ڈریسنگ ٹیبل سے اپنی گھڑی اٹھا کر پہننے والا تھا جب اُس کے کمرے کا دروازہ نوک ہوا

یس۔ اُس نے اپنی بھاری گھمبیر آواز میں آنے کی اجازت دی۔

یامین یہ دیکھو۔ فجر کمرے میں داخل ہوتی اُس کی جانب چند تصورات بڑھانے لگی۔

او امی پلیز ناٹ اگین۔ یامین اکتاہٹ بھری نظروں سے تصویروں کو دیکھتا فجر سے بول کر خود پہ پرفیوم چھڑکنے لگا وہ سمجھ آ گیا تھا اُس کی ماں کو پھر نی لڑکیوں کا پتا چلا ہو گا۔

کیا مطلب ہے تمہارا یامین میرا اب پکا ارادہ ہے اس سال تمہاری شادی کروانے کا۔ فجر نے اُس کو گھورا جو اب سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھتا اپنا موبائل اٹھا رہا تھا۔

پر میرا پانچ سالوں تک شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ یامین اُن کا ماتھا چومتا کمرے سے باہر جانے لگا۔

پانچ سال؟ فجر کی تقریباً چھ نکلے۔

لگتا ہے میڈیکل کی پڑھائی کرتے کرتے دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا اُن تیس سال کے ہو اور ابھی بھی شادی نہیں کرنی تم نے پانچ سال بعد جب بال سفید ہو جائے گے تب کرو گے؟ فجر اُس کے پیچھے چلتی ہوئی سخت لہجے میں کہنے لگی۔

چونتیس سال کی عمر میں بال سفید نہیں ہو جاتے ڈاکٹر کے تو بالکل بھی نہیں۔ یامین تیز قدموں سے سیڑھیاں اترتا پُر اعتماد لہجے میں بولا

ہاں ڈاکٹر کے بال بچتے کہاں ہیں گنج جو ہو جاتی ہے۔ فجر نے بھگو بھگو کر تیر مارا۔

السلام علیکم ڈیڈ۔ یامین فجر کی بات پہ نفی میں سر ہلاتا ہال میں بیٹھے ارمان کو سلام کرنے لگا جو نیوز پیپر پڑھ رہا تھا۔

وعلیکم السلام ہو سپٹل جارہے ہو؟ ارمان نے سوال کا جواب دینے کے بعد پوچھا

یس ڈیڈ۔ یامین نے بتایا

ناشتہ بھی نہیں کیا؟ ارمان نے کہا

وہ میں کیفے کرلوں گا ابھی میرا جانا ضروری ہے۔ یامین نے عجلت کا مظاہرہ کیا۔

ٹھیک ہے خدا حافظ۔ ارمان نے مسکرا کر کہا

خدا حافظ۔ یامین جواب بولا

پہلے میری بات کا جواب دو۔ فجر نے مداخلت کی۔

پھر بات ہوگی امی لو یو بائے۔ یامین اُس کی اَن سنی کرتا گھر سے باہر چلا گیا۔

ارمان تم ہی سمجھاؤ اپنے بیٹے کو میری تو نہیں سُنتا کیا پتا تمہاری سن لے آخر کو کب تک چلے گا یہ؟ فجر زچ ہوتی ارمان سے بولی۔

ماں نے اِس کی کبھی میری نہیں سُنی تو بیٹا کیا خاک سُنے گا۔ ارمان اپنے ہاتھ کھڑے کیے بولا
ایک تو میں تمہارے ناختم ہونے والے دُکھوں سے بڑا تنگ ہوں۔ فجر خشمگین نظروں سے اُس کو دیکھ
کر بولی۔

تو تنگ ہونے سے اچھا ہے اس کا کوئی حل تلاش کرو۔ ارمان نے مفید مشورہ دیا۔
یہاں تو ہر ایک سے بات کرنا ہی فضول ہے۔ فجر پاؤں پٹخ کر کہتی وہاں سے چلی گئی۔

○○○○○●○○

یامین پورچ میں آتا گاڑی میں بیٹھ کر اسٹارٹ کرنے والا تھا جب اُس کا سیل فون رینگ کرنے لگا یامین سرسری نظر اُس پہ ڈال رہا تھا مگر اسکرین پہ چمکتا "افلاطون" (شازم) کالنگ دیکھ کر اُس کا منہ ایسے بن گیا جیسے کڑوا بادام نگل لیا ہو

کیا ہوا ہے جو آج مجھے کال کرنا پر گئی تمہیں؟ یا مین کال ریسیو کرتا بولا
کیا ہو رہا ہے؟

کیوں ہو رہا ہے؟

کیسے ہو رہا ہے؟

ان سب کے جوابات تمہیں کالج جا کر معلوم ہو گے۔ دوسری جانب موجود شازم کافی دلچسپ لہجے میں بولا تو یامین کا ماتھا ٹھٹھا وہ جان گیا تھا شازم کس کالج کا ذکر کر رہا ہے۔

کم ٹو دا پوائنٹ شازی گھما پھیرا کر بات کرنا تمہیں پسند ہو گا مجھے نہیں۔ یامین کا لہجہ خاصا سنجیدہ ہو گیا تھا پہلے جیسی شوخی کہی بھی نہیں تھی۔

ہاہاہاہاہا دل کو قرار سا آگیا پتا ہے کیوں؟ وہ ایک پل کو رُکا "یامین نے اپنے جبرے سختی سے بھینچ کر خود پہ ضبط کیا۔

کیونکہ میں تمہارا ایسا ہی ری ایکشن امیجن کر رہا تھا۔ شازم ہنس کر خیالات میں اُس کے تاثرات دیکھ کر پر سکون لہجے میں بولا۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ یامین کی گرفت اسٹرنگ پہ مضبوط ہوئی۔

اس وقت کہاں ہو تم؟ شازم نے شاید قسم اٹھائی تھی یامین کا بی پی ہائے کرنے کی۔

شازی کالج کے بارے میں کیا بتانے والے تھے وہاں کیا ہونے والا ہے؟ یامین اُس کی بات نظر انداز کرتا بولا

ماہ

اگر تم ماہ روز کا نام لینے والے ہو تو میں ایک بات واضح کر لوں اُس کو ماہ بس میں ہی بلا سکتا

ہوں۔ شازم کچھ کہنے والا تھا جب یامین اُس کی بات درمیان میں کاٹ کر بولا

واٹ ایور۔ شازم نے ناک سے نکھی اڑائی مگر یامین کا دماغ کالج کی جانب چلا گیا تھا اُس کو یاد آیا آج کالج میں فیروں پارٹی تھی۔

شٹ

شٹ۔ یامین ساری بات سمجھتا کال کٹ کر کے گاڑی اسٹارٹ کی اور فل اسپید پہ اُس کو چھوڑ دیا۔

ٹوں

ٹوں

ٹوں کی آواز پہ شازم نے موبائل کان سے ہٹا کر دیکھا تو ہنس پڑا
سوری لٹل کزن بس بات یہ ہے کے سید شازم شاہ کو ہار بلکل پسند نہیں۔ شازم خود سے بڑبڑاتا آرام سے بیڈ پہ لیٹ گیا اُس کو بس اب ایک کال کا انتظار تھا جس میں اُس کو سب کچھ پتا چل جانا تھا کے کیا ہوا ہے کیوں ہوا؟



یہ منظر کالج اسٹیج کا تھا جہاں ایک لڑکا اور اُس کا پورا گروپ پہلے ہی مائیک کے پاس یا کچھ فاصلے پہ کھڑا تھا تبھی وائٹ لونگ فراق کے ساتھ ریڈ کلر کے حجاب میں ملبوس ماہ روز یمان مستقیم وہاں آئی اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر وہ نروس تو تھی مگر خوش بھی زیادہ تھی کیونکہ سنگنگ کا شوق اُس کو اپنے باپ سے وراثت میں ملا تھا اور اب جو یہاں سب کے سامنے گانا گانے والی تھی اُس کا کسی کو بھی پتا نہیں تھا سوائے دو لوگوں کے۔

ماہ روز نے گردن موڑ کر اپنے پار ٹر کو دیکھا جو اُس کو تھمب کا نشانہ دے رہا تھا اُس نے گہری سانس اندر کھینچ کر خود میں ہمت پیدا کی بار بار آنکھوں کے سامنے سنجیدہ سا چہرہ آ رہا تھا جس وہ نظر انداز کر رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی اگر اُس کو یاد کیا تو وہ آج کچھ نہیں کر پائے گی۔

دوری سے نہ ہو کم دلوں کا رابطہ۔۔۔۔۔

احساس میں جو ہو کوئی رہتا۔۔۔۔۔

گھائل سمندر کی اگر ہو درمیان۔۔۔۔۔

ملتا ہے ملنے کا کوئی رستہ۔۔۔۔۔

معلوم بھی نہ ہو کے یہ ہے کیا؟؟؟؟

بے درد سا یہ درد ہے کیسا ااااا؟

آ لا بالی۔۔

آ لا بالی

آ لا بالی

انتِ قلبی

آ لا بالی انتِ حبیبی

آ لا بالی انتِ قلبی

آ لا بالی انتِ حبیبی

وہ سب کچھ فراموش کیے گا نا گانے میں مگن ہو گئی تھی گا نا "گانا اُس کا شوق تھا جس کو ظاہر شازم نے اپنی کوششوں سے کیا تھا وہ جانتی تھی دُنیا کے سامنے وہ کبھی اپنی آواز نہیں پہنچا سکتی تھی مگر یہاں کالج فنکشن میں تو گا ہی سکتی تھی تبھی اُس نے سِن گنگ کمپیٹیشن میں حصہ لیا تھا جس پہ اُس کو اُمید نہیں بلکہ یقین تھا کہ وہ جیتے گی کیونکہ اُن کا گروپ مضبوط تھا۔

دل مانگے پار نوں ہو روبرو۔۔۔

اپنے دلدار نوں ہر سوں۔۔۔۔۔

ہو دل مانگے پار نوں ہو روبرو۔۔۔

اپنے دلدار نوں ہر سوں۔۔۔۔۔

ہر حال خیال ہے تیرا۔۔۔

گلتا نہیں دل میرا

میری رات کا توں ہے سویرہ

نہ ہے دن ہے بن تیرہ

ہے توں خوشبو میں رنگ تیرا

_____ کہیں _____ نہ _____ جانا _____

معلوم بھی نہ ہو کے یہ ہے کیا؟؟؟؟

بے درد سا یہ درد ہے کیسا ااااا؟

اُس کا پارٹنر جو کلاس فیلو بھی رہ چکا تھا جب اُس کی باری آئی تو ماہ روز کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی تھی اُس کو اپنی لائسنز یاد تھی مگر پھر بھی وہ اشارے سے خود کو گائیڈ کر رہے تھے۔

آلا بالی۔۔

آلا بالی

آلا بالی

انت قلبی

آلا بالی انت حبیبی

آلا بالی انت قلبی

آلا بالی انت حبیبی

ماہ روز پر جوش ہوتی اب اپنے ہاتھوں کو بھی حرکت دینے لگی تھی سامنے بیٹھے موجود اسٹوڈنٹس گیسٹس وغیرہ سب اُن کے گانے کو انجوائے کر رہے تھے۔

نہیں منگدا وچھورے دا

بن یار گزارا کون کرے؟؟؟

ہو اک دن ہوتے لنگھ جاوے بلیاں

ساری عمر گزارا کون کرے؟

ماہ روز کی آنکھیں اب خود بخود بند ہو گئی تھی جو جلد اُس پہ بھاری پڑنے والی تھی کیونکہ وہ یامین کو اندر داخل ہوتا نہیں دیکھ پائی جو اُسکی جانب سرد نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ہو اک دن ہوتے لنگھ جاوے بلیاں

ساری عمر گزارا کون کرے؟

ہو آنکھیاں بھی ہے خطا دل کو سزا۔۔۔۔

عمر اں داروگ ہے کیسا؟؟؟؟

ہو آنکھیاں بھی ہے خطا دل کو سزا۔۔۔۔

عمر اں داروگ ہے ایسا؟؟؟؟

یامین کو یقین نہیں آرہا تھا اُس کے منع کے باوجود بھی ماہ روز ایسا کچھ کر سکتی ہے؟ غصے سے اُس کے ماتھے کی رگیں اُبھر گئی تھی وہ کبھی کاٹ دار نظروں سے اُس کے پار ٹر کو دیکھتا تو کبھی بیٹھے لوگوں کو جن کی نظریں ماہ روز پہ تھی

کوئی راہ نکلتی جائے

تیرے پاس بلائے

کوئی موڑ ہمیں بھی بلائے

یہ آس نہ جائے

ماہ روز اپنی آنکھوں کو کھولے اچھے طریقے سے ہاتھوں کو ہلانے لگی نظریں اُس کی اب اپنے پارٹنر شہروز پہ تھی تو یامین کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اُس کا ہاتھ پکڑ کر یہاں سے لے جاتا وہ ایسا کر بھی سکتا تھا مگر وہ جانتا تھا اُس کی حرکت پہ ماہ روز تو ہرٹ ہوگی ہی کالج والوں نے بھی بہت باتیں بنانی تھی جو اُس کو منظور نہیں تھا وہ نہیں چاہتا تھا اُس کی ایک غلطی کی وجہ سے ماہ روز کے کردار پہ کوئی اُنکلی اُٹھائے۔

جینا ااااا۔۔۔ تیرے بنا کبھی نہ

یہی ہے کہنا۔۔۔۔۔

شہروز کے بعد ماہ روز کی باری تھی مگر اچانک ہی ماہ روز کی نظر سرخ انگارہ نظروں سے ٹکرائی تو اُس کے وجود میں برق رفتاری سے ڈور گئی اُس کو اپنی بینائی پہ یقین نہیں آیا وہ گمان بھی نہیں کر سکتی تھی کے یامین کو اُس کو ایسے رنگیں ہاتھوں پکڑے گا۔

معلوم بھی نہ ہو کے یہ ہے کیا؟؟؟

بے درد سا یہ درد ہے کیساااااا؟

ماہ روز کو اب واقع درد محسوس ہونے لگا تھا اُس کی سفید پیشانی پہ پسینے کی چھوٹی چھوٹی بوندیں نمایاں ہوئی تھیں آگے کیا گانا "گانا تھا وہ یہ سب بھول کر بس یک ٹک یامین کو دیکھنے لگی جس کے تاثرات کا اندازہ وہ دور سے بھی اچھے سے لگا سکتی تھی۔

آلا بالی۔۔

آلا بالی

آلا بالی

انتِ قلبی

آلا بالی انتِ حبیبی

آلا بالی انت قلبی

آلا بالی انت حبیبی

آلا بالی۔۔

آلا بالی

آلا بالی

انت قلبی

آلا بالی انت حبیبی

آلا بالی انت قلبی

آلا بالی انت حبیبی

ماہ روز کو گروپ والوں نے گانے کے لیے اشارے تو بہت کیے تھے مگر وہ بُت بن گئی تھی۔ جب سب اسٹیج سے اترنے لگے تو وہ مُردہ قدموں سمیت یامین کے روبرو کھڑی ہوئی جو سنجیدہ نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا

وہ

ماہ روز اپنی صفائی میں کچھ کہنے والی تھی جب یامین اچانک سے اُس کا ہاتھ اپنی آہنی گرفت میں لیتا ساتھ لے جانے لگا۔

ماہ روز بنا کوئی احتجاج کیے اپنے فراق کو سنبھالتی اُس کے ساتھ چلتی گئی۔ ساتھ میں آیۃ الکرسی پڑھنے کا ورد نہیں بھولی تھی۔

یامین اُس کو فرنٹ سیٹ پہ بیٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ پہ آکر تیز رفتار سے گاڑی چلانے لگا ماہ روز چور نظروں سے کبھی اُس کے چہرے کے سرد تاثرات دیکھتی تو کبھی ہاتھوں کو جن کی رگیں اُبھری ہوئی تھی وہ اُس سے بات کرنا چاہتی تھی مگر یامین کے اتنے سنجیدہ تاثرات دیکھ کر اُس میں ہمت نہیں ہوئی بے اختیار ماہ روز نے اُس وقت کو کو سا جب شازم کے کہنے پہ اُس نے اپنا گروپ بنایا تھا اور کمپٹیشن میں حصہ بھی لیا ماہ روش کے اتنی بار منع کرنے کے باوجود بھی اُس نے اپنے کان بند کر دیئے تھے۔

اُترو۔ یا مین کی سرد آواز پہ ماہ روز نے چونک کر وِندُ سے باہر دیکھا جہاں وہ اب اپنے گھر کے باہر تھی۔

آپ-----ناراض-----ہیں؟؟؟ماہ روز لڑکھڑاہٹی آواز میں کہا تو جواب میں یامین نے جن نظروں سے اُس کو دیکھا ماہ روز نظریں چُرانے پہ مجبور ہوگئی۔

گھر جاؤ تمہیں کیا میں ناراض ہوگا بھی تو تمہارے لیے تو یہ خوشی کی بات ہوگی۔ یامین نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

آپ۔۔۔۔۔امی۔۔۔۔۔اور ڈیڈ۔۔۔۔۔کو۔۔۔۔۔مت۔۔۔۔۔بتانا۔۔۔۔۔وہ خفا
۔۔۔۔۔ہو جائینگے۔۔۔۔۔ماہ روز اُس کی بات کے جواب میں یہ بولی تو یامین کے چہرے پہ زخمی مسکراہٹ
آئی یہ جان کر کے ساتھ بیٹھی لڑکی کو اُس کی پرواہ ابھی بھی نہیں تھی اُس نے گردن موڑ کر ماہ روز

آپ۔۔ ناراض نہیں ہے نہ؟ ماہ روز نے اُس کو دیکھ کر پوچھا تو یامین نے کوئی جواب نہیں دیا تو ماہ روز کی آنکھ سے آنسو نکل کر گال پہ پھسلا وہ بے دردی سے اپنا آنسو صاف کرتی ایک نظر یامین پہ ڈالتی گاڑی سے اتر گئی۔ اُس کے جانے کے بعد یامین نے سرد سانس خارج کی وہ ماہ روز کے ساتھ اتنا روڈ نہیں ہونا چاہتا تھا مگر اُس کو روڈ ہونا پڑا تاکہ اُس کو اپنی غلطی کا احساس ہو۔



آ تیرے کانوں میں چپکے سے چاشنی گھولوں
تو اُردو سمجھے اور میں پنجابی بولوں

واہ واہ۔ حورم اپنے ناخن کو نیل پالیش لگاتی شاعرانہ انداز میں بولی تو اُس کے کمرے میں موجود اُس کے بیڈ پہ لیٹا داؤد نے تالی مار کر اُس کو داد دی تو حورم نے سر کو خم دیا۔

آ تیرے کانوں میں چپکے سے چاشنی گھولوں
تو اُردو سمجھے اور میں پنجابی بولوں

واہ واہ۔ ایک بار پھر حورم بولی تو داؤد بد مزہ تو بہت ہوا تھا مگر پھر بھی واہ واہ کرنے لگا۔
آ تیر

اب بس کرے آپ کتنی چاشنی گھولے گی؟۔ حورم تیسری بار بھی شعر پڑھنے والی تھی جب داؤد بیچ میں بول پڑا تو اپنے پاؤں کے ناخن کو نیل پالیش لگاتی حورم نے گردن موڑ کر اُس کو گھورا

گستاخ ہو بڑے۔ حورم نے دانت پیس کر بولا

اچھا آپی چھوڑے انہیں اور ہماری باتیں سنیں کونسا آپ کے ناخن دیکھنے ہیں کسی نے۔ داؤد گود میں تکیہ رکھ کر اُس سے بولا

تم بات کرو ہم سن رہے ہیں دوسرا بات کوئی ہمارے ناخن دیکھے یا دیکھے اُس سے کیا حورم دُرید خود کے لیے تیار ہوتی ہے دوسروں کے لیے نہیں۔ حورم شانِ بے نیازی سے بولی۔
ہمیں تیس ہزار چاہیے۔ داؤد نے کہا تو حورم حیرت سے داؤد کو دیکھنے لگی جو پوری بتیسی کھول کر اُس کو دیکھ رہا تھا

پتا بھی ہے تیس ہزار میں کتنے زیرو آتے ہیں؟ حورم نے میٹھا سا طنزیہ کیا
بلکل پتا ہے چار زیرو آتے ہیں۔ داؤد سوچ سوچ کر بتانے لگا۔
زندگی میں کبھی تیس ہزار ساتھ دیکھے بھی ہیں جو یوں منہ پھاڑ کر مانگ رہے ہو؟ حورم نے ایک اور طنز مارا

آپ دینگے تو دیکھ لوں گا۔ داؤد نے اپنے ڈھیٹ ہونے کا ثبوت دیا
ہم پاکستان کی کوئی الائیڈ بینک نہیں لہذا آپ اپنی پیشی بابا حضور کے دربار میں لے جائے۔ حورم اپنے ناخنوں کو پھونک مار کر داؤد سے بولی۔

آپ یار میں سیریس ہوں مجھے تیس ہزار چاہیے۔ داؤد اُٹھ کر اُس کے پاس آیا
داؤد اُس دن ہماری نظروں کے سامنے تم نے بابا جانی سے پچاس ہزار لیے تھے وہ کس لیے
تھے؟ کہاں گئے وہ؟ اور اب آج پھر تمہیں تیس ہزار چاہیے؟ حورم نے بڑی بہنوں کا روعب جھاڑا

اگر آپ کا ہو گیا ہو تو ہمیں تیس ہزار دے۔ داؤد اُس کے روعب میں آئے بنا بولا تو حورم نے دانت پیسے۔

نہیں ہمارے پاس۔ حورم نے ہری جھنڈی دیکھائی۔
آپ کے پئے نہ ہو میں مان ہی نہیں سکتا آپ شازل بابا کی پرنسز بابا جانی کی پہلی اکلوتی بیٹی ہیں آپ کے لیے تو تیس ہزار عام اور معمولی سی رقم ہے۔ داؤد اُس کے گرد چکر لگاتا بولا تو حورم گردن تان کر کھڑی ہوئی داؤد کی اتنی سی بات سیدھا دل پہ لگی تھی۔
اچھا ہم دیتے ہیں مگر تم یہ بتاؤ پئے سارے تم اڑاتے کس ہوتی سوتی پہ ہو؟ حورم مشکوک نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولی تو داؤد سٹیٹا گیا۔

اللہ کا خوف کرے آپنی ہم معصوم پہ کیسا الزام لگا رہی ہیں وہ تو ہم اپنے دوستوں کے ساتھ لاہور گھومنے جارہے ہیں اس لیے ضرورت پڑ گئی ہے۔ داؤد گڑبڑا کر بولا
ہممم ہم دیتے ہیں پر تم ذرہ اپنی یہ آوار گردیاں کم کرو۔ حورم اُس کو گھور کر کہتی وارڈروب کی جانب بڑھی تو داؤد نے آہستہ آواز میں یاہو کا نعرہ لگایا۔



پہلے دائیں ہاتھ کو حرکت دینی ہے اُس کے بعد بائیں ہاتھ سے اسٹیپ لیکر گول گول گھومنا ہے اوکے دین ریڈی۔

ون

ٹو

ہاں ٹھیک پہلے دایاں ہاتھ اُس کے بعد بائیں ہاتھ کو حرکت دینی ہے۔ وہ لان میں کھڑی اُنیس بیس کے درمیان کھڑی لڑکیوں کو ڈانس کے اسٹیٹ بتا رہی تھی جن کی عمر سترہ اٹھارہ کے درمیان تھی تو کوئی دس گیارہ سال کی تھیں۔

باجی گانا سٹارٹ کرے نہ پھر مزہ آجائے گا۔ ایک لڑکی نے منت کی۔

گانا بعد میں ابھی آپ لوگوں کو اسٹیپ یاد ہونے چاہیے پچھلی بار بھی الگ اسٹیپ کر کے میری ناک کٹوا دی تھی۔ اُس نے گھور کر کہا

پاکیزہ میم آپ کے لیے کال ہے۔ وہ ابھی ان سب کو گائیڈ کر رہی تھی جب ملازمہ نے سیل بڑھا کر کہا۔

تم سب بار بار یہ کرتی ہو میں آتی ہوں۔ پاکیزہ سیل فون پہ نمبر دیکھتی اُن سب کو بولی۔
ہیلو۔ پاکیزہ سائیڈ پہ آتی کال ریسیو کرتی بولی۔

کیسی ہے میری بچی؟ دوسری طرف سے ممتا بھری آواز نے اُس کے کانوں میں رس گھولا۔
آپ کو مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ وہ ناگوار لہجے میں بولی۔

پاکیزہ میں ماں ہوں تمہاری۔ وہ تڑپ کر بولی
آپ میری ماں نہیں ہے اور پلیز آئیندہ یہاں کال مت کیجئے گا۔ پاکیزہ سخت لہجے میں بولی۔
ناراضگی ختم کرو بچے۔ وہ اُداس لہجے میں بولی

میں غیروں سے ناراض نہیں ہوا کرتی اس لیے آپ ٹینشن نہ لے۔ پاکیزہ کا لہجہ مذاق اڑاتا ہوا تھا۔
تمہاری باتیں مجھے تکلیف دے رہی ہیں۔ اُن کے لہجے میں تڑپ صاف عیاں تھی۔

مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے جب آپ ہر روز مجھے میرا ماضی یاد کروانے لیے کال کرتی ہے۔ پاکیزہ نے دودو کہا

ایسا نہیں ہے میں نے تمہارے مستقبل کا سوچا تھا۔ انہوں نے جیسے وضاحت دی۔
مستقبل؟ پاکیزہ زور سے ہنسی۔

کونسا مستقبل؟ یہاں میرا کوئی برائیٹ فیوچر نہیں جس کی بدولت پہ آپ مجھے یہاں چھوڑ گئی تھی یہاں کوئی انسان نہیں رہتے بس مشین اور روبوٹ ہوتے ہیں جن کے اندر احساس نام کی کوئی چیز موجود نہیں ہوتی اور یقین جانیں ان لوگوں کے ساتھ رہ رہ کر میں بھی ایسی بن گئی ہوں میرے اندر بھی کوئی احساس نام کی کوئی چیز نہیں بچی تو مسز فاروقی برائے کرم آپ یہاں دوبارہ کال مت کیجئے گا اس وقت تو بالکل بھی نہیں کیونکہ یہ وقت میری کلاس کا ہوتا ہے۔ پاکیزہ تلخ لہجے میں کہتی آخر میں سخت ہوئی۔

سکندر تمہارا خیال نہیں رکھتا؟ وہ پریشان ہوئی۔

رکھتا ہے بہت رکھتا ہے پر میرا نہیں اپنے دو بیٹوں کو ایک غازیان، اور خرم غازیان کا۔ پاکیزہ سر جھٹک کر بولی۔

تم اُن کی اکلوتی

انچاہی بیٹی ہوں۔ پاکیزہ نے اُن کا جُملا مکمل کر کے کال ڈراپ کر دی۔

جانے کیا مسئلہ ہے سب کو مجال ہے جو ایک پل سکون سے رہنے دے۔ پاکیزہ بڑبڑاتی اُن لڑکیوں کے پاس گئی جو اُس کے انتظار میں تھیں

پاکیزہ غازیان سکندر مشہور سیاستداں غازیان سکندر کی بیٹی جو ایک مشہور کوریو گرافر تھی۔



زمان۔ زمان سیڑھیاں اُترتا جا رہا تھا جب میرب نے اُس کو آواز دی۔

ہمم کیا ہے؟ زمان مصروف لہجے میں اُس کو جواب دینے لگا اُس کا سارا دھیان اپنے سیل فون میں تھا۔ مجھے کالج ڈراب کر دو پلیز۔ میرب نے منت کی۔

میں تمہیں ڈراب کر دوں کیوں؟ تمہارا ڈاکٹر بھائی کہاں ہے؟ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ زمان کو اچانک خیال آیا تو ایک ساتھ کئی سوال پوچھ ڈالے۔

بھیا یہاں نہیں ہے وہ اپنے مریضوں کا چیک اپ کر رہے ہیں اب پلیز تم مزید کوئی سوال کیے بنا ڈراب کر دو میں یہاں اس لیے آئی ہوں کیونکہ مجھے پتا تھا تم یہی ہو گے۔ میرب نے عجلت دیکھائی۔ پہلے تو یہ تم مجھے "تم" کہنا بند کرو۔ زمان نے اُس کو گھورا

زمان ننسن۔ میرب نے اُس کھینچ کر اُس کا نام لیا تو زمان نے گہری سانس خارج کی۔

چلو بیٹھو گاڑی میں خود کی بہنوں کے تو کام کرو دوسروں کی بہنوں کے بھی کام کرنے پڑتے ہیں یہاں۔ زمان اُس کو راستہ دیتا جل کے بولا تو میرب نے مسکراہٹ دبائی۔



آآ آہ اندھے ہو؟ دیکھائی نہیں دے دیتا یا سڑک کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھا ہوا ہے؟ ماہ روش جو روڈ کراس کر رہی تھی اچانک سامنے سے بانیک رُکی تو اُس نے غصے سے ٹھیک ٹھاک سامنے والے کو سنا ڈالا اگر وہ اپنا پاؤں پیچھے نہ کرتی تو یقیناً بانیک والا اُس کا ایکسیڈنٹ کر کے جاتا۔

ہم تو نہیں مگر تم یقیناً اندھی ہو مس حجابن۔ جواب لڑکے کے پیچھے بیٹھی ایک ماڈرن لڑکی نے اُس کے حجاب اور نقاب پہ ٹونٹ کر کے دیا تھا۔

تم سے جب بات کروں نہ تب جواب دینا۔ ماہ روش تیکھے چتونوں سے اُس کو دیکھ کر بولی۔
اپنی لمٹ میں رہو۔ ایک غازیان جو اب تک خاموش تھا ہیلنٹ اُتار کر ناگوار لہجے میں اُس سے بولا
او جسٹ شٹ اپ تمہیں مجھے میری لمٹ بتانے کی ضرورت نہیں بلکہ یہاں سے سیدھا جا کر ٹرن لو
ہسپتال نظر آئے گا وہاں جا کر اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ تاکہ زیادہ نہیں تو اتنا تو نظر آئے یہ پھٹیچر
بانیک چلانے والی جگہ نہیں۔ ماہ روش اُس کی وجاہت سے ایپریس ہوئے بنا تمسخرانہ لہجے میں بولی تو
لڑکی کے ساتھ ساتھ ایک کا منہ بھی حیرت سے پورا کھلا کا کھلا رہ گیا جس نے اُس کی نیو ایکسپینسو
ہیوی بانیک کو "پھٹیچر کا نام دیا تھا۔

دیکھو مس حجابن تم جانتی نہیں میں ہوں کون اس لیے سوچ سمجھ کر بات کرو۔ ایک بانیک سے اُترتا
تیکھی نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولا
بلکل میں تمہیں نہیں جانتی اور نہ مجھے تمہیں جاننے میں قطعی کوئی دلچسپی ہے کیونکہ آئے ایم ڈیمن
شیور کے کوئی اچھی بات نہیں ملے گی۔ ماہ روش دونوں پہ طنز سے بھرپور نظر ڈال کر کہتی ایک کے
تن بدن میں آگ لگا گئی تھی۔

ایک غازیان ہوں میں۔ ایک غصے سے اُس کی جانب ایک قدم بڑھاتا بتانے لگا۔
شناختی کارڈ نہیں بنا رہی میں جو بار بار بتا رہے ہو ایک غازیان ہوں ایک غازیان ہوں میں۔ ماہ روش دو
قدم پیچھے لیتی تپ کے بولی۔ اُن دونوں کا ایسے آپس میں کھڑا دیکھ کر لوگوں کا رش بھی ہو گیا تھا۔

تم؟

ایک کچھ کہنے والا تھا جب ماہ روش بول پڑی

کیا تم؟ ہاں کیا تم؟ میں پوچھتی ہوں تم نے مجھے کیا سمجھا ہوا ہے شناختی کارڈ بنوانے والا جو یہاں کھڑی ہوتی ہر آتے جاتے نہتو غیرے کا نام پوچھ کر ٹوکن تھا کر بولے گی اس دن کو آنا کارڈ مل جائے گا۔ آر یو میڈ؟ ماہ روش کی بات پہ جہاں ایک کے نے سرخ ہوتی آنکھوں سے اُس کو دیکھا تھا وہی اُس کے ساتھ آئی لڑکی نے غصے سے کہا

تمہیں کیوں بتاؤ؟ تم کوئی پاگلوں کی ڈاکٹر ہو؟ ماہ روش نے اُسے بھی دھو ڈالا

ایک چلو دفع کرو اس لڑکیوں کو ان میڈل کلاس کی لڑکیوں کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے امیر لڑکوں کے سامنے آکر اُن کو اپنی جال میں پھنسانا۔ وہ ایک اچھنی نظر عبائے میں ملبوس ماہ روش پہ ڈال کر بولی۔ ہم میڈل کلاس لڑکیاں اگر بقول تمہارے امیر لڑکوں کو پھنسانے کے لیے سامنے آتی بھی ہیں تو خود کو ڈھانپ کر آتی ہیں یوں تمہاری طرح جسم کی نمائش والے کپڑے نہیں پہنا کرتی۔ ماہ روش اُس نے تنگ کپڑوں کو دیکھ کر بولی۔

بچہ جانے دو۔ رش میں کھڑے ایک بزرگ نے کہا

چچا آپ کو نہیں پتا میرا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا ہے آپ خود بتائے کیا یہاں بائیک چلانا اچھی بات ہے؟ ابھی تو میں تھی کوئی بچہ بھی ہو سکتا تھا۔ ماہ روش کا لہجہ اُس کی آنکھوں کی طرح شہد جیسا ہو گیا تھا جس پہ ایک نے خاصی تعجب بھری نظروں سے اُس کو دیکھا تھا۔

میرے لیے تو زبان سے ہم گو لے برس رہے تھے اور اس بزرگ کے لیے لہجے میں چاشنی ٹپک رہی ہے۔ ایک تیکھی نظروں سے اُس کو دیکھ کر سوچنے لگا اُس نے ابھی ماہ روش کی آنکھوں کو نہیں دیکھا تھا کیونکہ ایک تو نقاب کے ساتھ جالیدار پردی تھی دوسرا ماہ روش نے نظریں اُپر کو نہیں اٹھائی تھیں۔

اچھا آپ اکیلے ہو؟ بزرگ نے پوچھا

ہا

نہیں میرے بابا آگئے۔ ماہ روش ہاں کہنے والی تھی جب روڈ کی دوسری سائیڈ پہ یمان کی گاڑی کو آتا دیکھا تو پرجوش لہجے میں بتا کر اپنے قدم اُس کی گاڑی کی طرف بڑھائے ایک یا کسی اور پہ ایک نظر ڈالنا اُس نے گنوارہ نہیں کیا۔

یہ تو ہائے کلاس کی نکلی۔ اُس لڑکی نے گاڑی کو دیکھا تو اچانک منہ سے پھسلا۔ ایک کی نظریں وہی تھی جب گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ سے پینتالیس سالہ ایک مرد باہر آیا جو پینتالیس سال کی عمر میں بھی پُرکشش اور جاذب نظر آ رہا تھا اُس نے مسکرا کر ماہ روش سے جانے کیا کہا تھا جس پہ وہ چپ چاپ فرنٹ سیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی اُس کے بیٹھتے ہی یمان نے دوبارہ سے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔

میں نہیں مانتی کہ یہ اس کا باپ ہو گا مین اتنا گڈ لگنگ جوانی میں تو جانے کیا ہو گا۔ وہ یمان کی فین ہو گئی۔

بھڑاس اُس پہ نکالنا چاہی

سوری۔ انمول نے فورن سے کہا تو ایک نے اپنا سر جھٹکا

○ ○

آپ نے دیر کردی وقت تو میں نے بتایا تھا۔ ماہ روش نے گاڑی ڈرائیو کرتے پیمان سے کہا

میں تو وقت پہ آنے والا تھا پر ٹریفک میں پھنس گیا تھا۔ ایمان نے کہا

اچھا۔ ماہ روش نے سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دی۔

ویسے روش جہاں تم کھڑی تھی وہاں اتنا رش کیوں تھا؟ میمان کو اچانک خیال آیا تو پوچھا

کچھ نہیں بابا بس ایسے ہی۔ ماہ روش نے ٹالا۔

ماہ روش؟ یمان نے اُس کا پورا نام لیا جس کا مطلب تھا وہ ساری بات جاننا چاہتا تھا۔

وہ بابا ایک لڑکا غلط وے پہ بانٹیک چلا رہا تھا تو بس میں نے رائٹ وے دیکھایا۔ ماہ روش نے کہا تو ایمان

کے چہرے یہ مسکراہٹ آئی کیونکہ وہ اپنی بیٹی کو جانتا تھا یہ تو وہ کم بولتی تھی پر اگر بولنے یہ آجاتی تو

سامنے والے کی سُننا گوارا نہیں کرتی تھی۔

پھر تو مجھے یکا یقین ہے وہ لڑکا کبھی رونگ وے بھی بانیک نہیں چلائے گا کیونکہ میری بیٹی بہت اچھی

گائیڈنس ہے ایمان نے شرارت سے کہا تو ماہِ روش کھسیانی سی ہوئی۔



یہ لو تمہارے سمسٹرز کی فیس کے لیے میرے پاس اتنے ہی پیسے ہوئے ہیں۔ داؤد نے ایک لفافہ اپنے

دوست کی طرف بڑھا کر بولا وہ اس وقت اسلام آباد میں موجود تھا۔

شکریہ یار تم نے میری بہت بڑی مشکل آسان کردی میں جلد تمہیں تمہاری رقم لوٹا دوں گا۔ عمر نے تشکرانہ نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا

اِس کی کوئی ضرورت نہیں ہے دوستی میں اِتنا تو چلتا ہے۔ داؤد عام لہجے میں بولا

لاہور کا کب پلان ہے؟ دوسرے دوست اعجاز نے پوچھا

میرا جانا تو فحال کینسل سمجھو۔ داؤد نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے۔

وہ کیوں؟ عمر نے پوچھا

میرے پاس پیسے نہیں ہے اور میں مزید جھوٹ بول کر گھروالوں سے پیسے نہیں لے سکتا۔ داؤد نے وجہ بتائی۔

یار تو اپنے گاؤں کے سرینج کا بیٹا ہو کر ایسی باتیں کر رہا ہے تمہارے لیے تو پئسوں کا زیادہ خرچہ عام سی بات ہونی چاہیے۔ اعجاز نے جیسے اُس کا مذاق اڑایا

مانا کے میں سرپنچ کا بیٹا ہوں مگر ہمیں فضول خرچی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ داؤد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اچھا پھر کبھی چلینگے اور لاہور میں ایک مست جگہ ہے اگر تم چلو گے نہ خوش ہو جاؤ گے۔ اعجاز نے کہا
اچھا ایسی کونسی جگہ ہے؟ داؤد متجسس ہوا

یہ تو بھی راز ہے۔ اعجاز نے ہاتھ کھڑے کیے تو عمر مسکرایا جبکہ داؤد نے کندھے اُچکا دیئے۔



یہ گرم پانی کس نے کہا لانے کو؟ ایک ایک گھونٹ پانی کا پیتا گلاس نیچے پھینک کر ملازم پہ برسّا۔
س۔۔۔ سوری۔۔۔ صاحب۔ ملازم ڈر کر بولا کبھی گھر میں خرم داخل ہوا جو ایک کا چھوٹا بھائی تھا۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ ایک نے ناگواری سے کہا تو وہ جلدی سے بھاگ گیا۔

کیا ہو گیا ہے بگ بی موڈ کیوں اتنا آف ہے؟ جبکہ آپ کا سونگ تو ہٹ جا رہا ہے۔ خرم نے تفتیش نظروں سے اُس کو دیکھ کر پوچھا

بس کیا بتاؤ عجیب سائیکو حجابن لڑکی سے سامنا ہو گیا تھا۔ ایک نخوت سے سر جھٹک کر بولا
واٹ سائیکو حجابن مین؟ خرم نا سمجھی سے اُس کو دیکھنے لگا۔

جہاں لڑکیاں میری ایک نظر کے لیے ترستی ہیں وہاں وہ لڑکی مجھے باتیں سنا کر چلی گئی ایک غازیاں کو جس کے نام سے ہی خوف کھاتے ہیں۔ ایک ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر بتانے لگا اُس کو اشتعال عود آیا تھا۔

مجھے یقین نہیں آرہا۔ خرم بے یقین سا ہوا
مجھے خود۔ ایک نے اُس کی تائید کی۔

آپ کو دیکھ کر لوگ راستہ بدل دیتے ہیں سب آپ کو جانتے ہیں ہر کوئی آپ سے ڈرتا ہے تو میں کیسے مان لوں کوئی لڑکی آپ پہ مرنے کے بجائے یوں باتیں سنا کر جائے گی۔ خرم ابھی بھی بے یقین سا تھا۔

بات تو آپ نے بالکل ٹھیک کی بگ برو کو دیکھ کر لوگ راستہ ایسے بدلتے ہیں جیسے بچے گلیوں میں کُتوں کو دیکھ کر بدل دیتے ہیں۔ ریلنگ کے پاس کھڑی پاکیزہ نے خرم کی بات سنی تو کہا جس پہ ایک نے خ*ون آشام نظروں سے اُس کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔
تم شکل گم کرو اپنی۔ ایک دھاڑا

بگ بی رلیکس۔ خرم اُس کے سامنے کھڑا ہوتا بولا

کہے تو ٹھنڈا پانی لاؤں؟ پاکیزہ مصنوعی فکر مندی کے تاثرات چہرے پہ سجا کر بولی
زی کمرے میں جاؤ تم اپنے۔ خرم نے سنجیدگی سے اُس کو کہا تو اُس نے منہ کے زاویے بگاڑ کر اپنے
کمرے میں جانے لگی جبکہ خرم ایک کو پر سکون کرنے لگا۔



اففف اللہ میاں کالے بلے نے راستا کاٹ لیا۔ حورم اپنے دھیان میں مگن جا رہی تھی جب اُس کی ٹکڑ
شازم سے ہوتی ہوتی بچی تبھی وہ رخ موڑ کر اُونچی آواز میں بڑبڑائی۔

اوو ہیلو اسٹائلو کوئین اپنے بارے میں کیا خیال آیا ہے؟ شازم اُس کی پشت کو گھور کر بولا
بہت نیک خیالات ہیں اگر جو سُنو گے تو عیش عیش کر اُٹھو گے۔ حورم نے شان بے نیازی سے کہا
ہمارے پاس فضول وقت نہیں اتنا۔ شازم نے طنزیہ کہا

واٹ ایور اب ہمارا کام تو رہ گیا تمہاری وجہ سے۔ حورم خاصے افسوس لہجے میں بولی
کونسا کام؟ شازم متجسس ہوا

رزلٹ ڈے تھا آج ہم دیکھ لیتے مگر بُرا ہوا جو تم سے سامنا ہوا اب کل ہی دیکھنا پڑے گا۔ حورم نے
منہ کے زاویے بگاڑ کر بتایا

ان شاء اللہ

ان شاء اللہ مارکس والی جگہ خالی ہوگی۔ شازم باقاعدہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا تو حورم نے دانت پیسے۔

تمہاری زبان میں خاک۔ حورم جل کے بولی

اور تمہاری مارکس میں انڈہ۔ شازم محفوظ ہوا

ہمارے نہیں اپنی رزلٹ کی فکر کرو جو جلد آنے والی ہیں مسٹر مستقبل کے ناکام وکیل جی۔ حورم نے طنزیہ کیا

ہمیں اپنا رزلٹ معلوم ہے مستقبل کی نا ہونے والی ڈریننگ ڈیزائنر۔ شازم نے حساب بے باک کیا تمہاری زبان میں دو دو تین تین لال بیگ۔ حورم دانت کچکچا کر بولی۔ اور تمہارے میک اپ کے سامان میں ایکسپائرڈ ٹیٹ آج سے دو سال پہلے کی ہو تاکہ تمہاری شکل کا حلیہ ہی بگڑ جائے۔ شازم نے کہا تو حورم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ بچپن کی طرح چیخ چیخ کر حویلی والوں کو جمع کرے۔

ہمیں تم سے بات ہی نہیں کرنی۔ حورم نے کہا میں نے تو جیسے تم سے بات کرنے کی خاطر چہلا کاٹا ہے نہ۔ شازم جل کر بولا ہم تو اپنے کمرے وچ چلے۔ حورم کو جواب دیتی وہاں سے جانے لگی تو شازم بھی اُس کی پشت کو گھورتا اپنے کمرے میں آیا

کمرے میں آنے کے بعد شازم کچھ سوچتا ماہ روز کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔ السلام علیکم۔ دوسری طرف سے کال اٹھانے کے بعد سلام کیا گیا۔ وعلیکم السلام کیسی ہو بے وفا ایک دن بھی گزر گیا اور تم نے بتایا نہیں کیسا رہا کل کا دن؟ شازم نے

مصنوعی روعب سے پوچھا
بہت بُرا گزرا۔ ماہ روز نے بتایا
اچھا وہ کیوں؟ شازم کو دلچسپی ہوئی

یامین لالہ کو پتا چل گیا وہ بہت ناراض ہوئے۔ ماہ روز نے افسردگی سے بتایا
اوو سو سیڈ پھر تو تمہیں بہت ڈانٹا ہوگا بھپھو کو بھی بتایا ہوگا؟ شازم نے پوچھا
نہیں انہوں نے کسی کو بتایا نہیں بس مجھ سے بات کرنا بند کر دی ہے۔ ماہ روز نے افسوس سے بتایا
اچھا پھر خیر ہے۔ شازم سر ہلاتا بولا تو ماہ روز نے موبائل کان سے ہٹا کر اسکرین کو گھورا
شازم لالہ خیر کیسے؟ وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں بات نہیں کر رہے ہیں اور ایسا پہلی بار ہوا ہے۔ ماہ
روز خفا لہجے میں بولی۔

تو کیا ہوا اگر وہ بات نہیں کر رہا تو چھوڑ دو تم ٹھیک ہو جائے گا خود ہی۔ شازم لا پرواہ انداز میں بولا
اُن کو پتا نہیں کس نے بتایا ہوگا۔ ماہ روز پرسوج لہجے میں بولی
تم حویلی کب آؤں گی؟ شازم نے چلا کی سے اُس کا دھیان دوسری طرف گامزن کیا
گاؤں تو نہیں آسکتی آپ کو تو پتا ہے میڈیکل میں ایڈمیشن لینا ہے تو ٹیسٹ کی تیاری کرنی ہے بہت
بڑی یونی ہے وہاں اتنی آسانی سے داخلہ نہیں ملتا۔ ماہ روز نے بتایا
مجھے پتا ہے تمہارا انٹرسٹ نہیں ہے میڈیکل میں میری مانوں سنگر بننے کے خواب دیکھو۔ شازم نے کہا
نہیں میں نے پہلے آپ کی بات مانی تو یامین لالہ مجھ سے خفا ہو گئے اب اگر یہ بات میں نے کسی سے
گھر میں تھی امی بابا دونوں خفا ہو جائے گے۔ ماہ روز اُس کی بات ماننے سے انکاری ہوئی
مرضی ہے تمہاری میں نے تو تمہارا بھلا سوچا۔ شازم ٹھنڈی سانس خارج کرتا بولا
آپ بتائے نہ میں ایسا کیا کروں جو یامین لالہ راضی ہو جائے؟ ماہ روز نے پوچھا تو شازم سخت بد مزہ
ہوا۔

اس بات کو چھوڑ دو اگر وہ ناراض ہے بھی تو کیوں سر پہ سوار کر رہی ہو؟ شازم نے بیزاری سے کہا وہ میرے لالہ ہے اتنا خیال کرتے ہیں اگر اُن کی ناراضگی کی پرواہ نہیں کروں گی تو اچھا نہیں لگتا۔ ماہ روز منمنائی

میری مانو چھوڑ دو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا ٹرسٹ می۔ شازم نے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئی۔ اچھا آپ کہتے ہیں تو ایسا کرتی ہوں۔ ماہ روز نے کہا تو شازم نے شکر کا سانس خارج کیا۔ مہربانی تمہاری۔ شازم نے کہا تو ماہ روز کا منہ بن گیا۔



روش تم سو رہی ہو؟ شازم سے بات کرنے کے بعد ماہ روز کمرے میں آئی تو ماہ روش کو سوتا دیکھا تو پوچھا

میں گہری نیند میں ہوں۔ ماہ روش نے جواب دیا تو ماہ روز نے اُس کو گھورا اچھا میری بات سنو۔ ماہ روز بیڈ کی دوسری سائیڈ پہ آکر لیٹ کر اُس سے بولی سناؤ۔ ماہ روش اُس کی جانب متوجہ ہوئی۔

تم شام میں کونسی بات بتا رہی تھی مجھے؟ ماہ روز اُس کی طرف کروٹ لیکر پوچھنے لگی چھوڑو کوئی خاص بات نہیں۔ ماہ روز کے سوال پہ ماہ روش کی آنکھوں کے سامنے ایک کا عکس لہرایا تو سر جھٹک کر کہا

پھر بھی کیا تھا؟ ماہ روز نے جاننا چاہا

بس ایک اندھے مغرور بد تمیز اکڑو انسان کے ساتھ سامنا ہو گیا تھا۔ ماہ روش کی بات ماہ روز کے سر پہ سے گزری۔

میں سمجھی نہیں۔ ماہ روز نے کہا

تمہارے سمجھنے والی ہے بھی نہیں اس لیے چھوڑ دو۔ ماہ روش گہری سانس بھر کر بولی۔

اچھا یہ بتاؤ یونی جانا کب سے شروع کرو گی؟ ماہ روز نے پوچھا

پڑسو سے کلاس شروع ہے تو کل نہیں پڑسو جاؤں گی۔ ماہ روش نے بتایا

ڈر لگ رہا ہے؟ ماہ روز نے دوسرا سوال کیا

ڈر کیوں؟ ماہ روش کو سمجھ نہیں آیا

ایسے ہی اتنی بڑی یونیورسٹی ہے تو آبادی بھی اتنی ہی ہو گی اور تم تو کسی کو جانتی بھی نہیں۔ ماہ روز نے وضاحت دی۔

میں وہاں پڑھنے جاؤں گی جان پہچان کے لیے نہیں خیر لیمپ آف کرو مجھے نیند آرہی ہے بہت۔ ماہ روش جمائی لیتی بولی تو ماہ روز لیمپ آف کرتی پیچھے سے اُس کو ہگ کرتی خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔



بگ بی یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ خرم نے حیرت سے ایک کو دیکھا جو اپنی نیو بانیک پہ پیٹرول چھڑک رہا تھا۔

جو نظر آرہا ہے وہ کر رہا ہوں اور خبردار جو تم میرے سامنے آئے بھی تو۔ ایک سختی سے اُس کو وارن کرتا جیب سے ماچس نکالا۔

بگ بی نو یار مجھے دے دیں یہ بانیگ میرا تو اس پہ دل آگیا ہے۔ خرم نے تڑپ کر کہا مگر ایک ان سنی کرتا بانیگ پہ آگ لگا گیا تھا ٹیرس پہ کھڑی پاکیزہ افسوس سے آگ میں جلتی بانیگ کو دیکھنے لگی۔ مجھے دیتے نہ

مجھے دیتے ایک بڑی سی دعا دیتی۔ ایک کے ساتھ کھڑا خرم اور ٹیرس پہ کھڑی پاکیزہ نے ایک آواز میں کہا

سامنے پڑی ہے جس کو لینا ہے لے۔ ایک سر جھٹک کر کہتا اپنے محل نما گھر میں داخل ہوا۔ آپ لے رہے ہیں یا میں لوں؟ پاکیزہ نے دیر تک خرم کی نظریں جلتی ہوئی بانیگ پہ محسوس کی تو کہا تم ہی لو۔ خرم جل کے کہتا وہاں سے چلا گیا۔

میری قسمت میں تو یہ جلی ہوئی بانیگ بھی نہیں۔ پاکیزہ بڑبڑاتی ہاتھ میں پکڑی کافی کا سپ لینے لگی۔

oooooooooooooooooooooooooooo

یار بگ بی ہو کیا گیا ہے؟ آپ کو کیوں کل سے اتنے غصے میں ہو اور اب اس پخنگ بیگ کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ خرم گھر میں داخل ہوا تو ایکس سائیز روم کے پاس ایک کو پخنگ بیگ پہ مگے برساتے دیکھا تو الجھن بھری نظروں سے پوچھنے لگا۔

وہ ہوتی کون تھی اس کی ہمت کیسے ہوئی مجھے باتیں سنانے کی ایک غازیان کو۔ ایک غصے سے کہتا تیزی سے پخنگ بیگ پہ مگے برساتے لگا۔

کون؟ خرم نے نا سمجھی سے ایک کو دیکھا جو پورا پسینے سے شرابور تھا۔ پتا نہیں کون تھی مس حجابن۔ ایک نخوت سے سر جھٹک کر بولا

مس حجابی کافی یونیک نام ہے۔ خرم اپنے کان کی لو کھجا کر بولا تو ایک نے پختگ بیگ کو مکہ مار کر اُس کا رخ خرم کی جانب کیا تو وہ اُس اچانک افتاد پہ گرتا گرتا بچا۔

اب میں نے کیا کر دیا؟ خرم زچ ہوا۔

اُس کا نام حجابن نہیں تھا۔ ایک اتنا بتاتا اپنی بنیاں اُتارنے لگا۔

جو بھی مگر کوئی لڑکی آپ کو بتائے سنا کر جائے یہ تو میں مان ہی نہیں سکتا۔ خرم نے کہا بس وہ لڑکی میرے سامنے نہ آئے ورنہ میں جانے کیا کر جاؤں مجھے خود بھی اندازہ نہیں۔ ایک ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر بولا

رلیکس برو ایک لڑکی تھی بھول جائے رات گئی بات گئی۔ خرم کو ایک کا اتنا غصہ سمجھ میں نہیں آیا۔ تمہیں پتا ہے؟ اُس نے میری بائیک کو فٹچر کہا۔ ایک نخوت سے بولا

کیا کہا فٹچر؟ ہا ہا ہا ہا کیا بات مطلب بات اتنی آگے نکل گئی تھی اُس لڑکی نے فٹچر کہا پھر آپ نے واقع اپنے بائیک کو فٹچر سے بھی بدتر بنانا اور ایم جی۔ خرم ایک کی بات سن کر ہنس کر لوٹ پھوٹ بولا

فضول مت بولو عجیب ہی کوئی نیم چڑھی تھی کڑوی کرلی مجھے باتیں سنا کر گئی غازیاں ایک کو۔ ایک اُس کو گھور کر بولا

یار بھائی آپ یا تو اپنا نام "ایک" کر لیں یا پھر "غازیان" پر پلیز ایسے "ایک غازیان" سے غازیان ایک مت بن جایا کرے۔ خرم اپنی ہنسی دبا کر بولا

تم سے بات کرنا فضول ہے۔ ایک اُس کے بازوؤں پہ مکہ مار کر وہاں سے چلا گیا

"مس حجابن نیم چڑھی کڑوی کرلی" کتنے نام رکھ لیے برو نے بس ایک ملاقات میں دوسری ملاقات میں جانے کیا ہوگا۔ خرم ابیک کے لقب یاد کرتا دوبارہ سے ہنس پڑا۔



یامین اپنے مریض کی کوئی فائل پڑھ رہا تھا جب اُس کا سیل فون رینگ کرنے لگا اُس نے بنا نمبر دیکھے کال ریسیو کر کے موبائل کان سے لگایا

آپ ابھی تک ناراض ہیں؟ یامین جو فائل ریڈ کرنے میں تھا ماہ روز کی آواز پہ چونک کر موبائل اسکرین کو دیکھا جہاں ترکش میں C1lg1nl1k کانگ لکھا آ رہا تھا یامین نے گہری سانس خارج کی اور دوبارہ سے فون کان کے پاس رکھا

یہ پوچھنے کے لیے کال کی ہے؟ یامین نے سوال کے بدلے سوال کیا۔

جی۔ ماہ روز نے آہستگی سے کہا

تمہیں میری ناراضگی سے فرق پڑتا ہے؟ یامین چیئر سے ٹیک لگاتا اُس سے پوچھنے لگا۔

جی۔۔ پڑتا۔۔ ہے۔ ماہ روز نے ہچکچاہٹ سے بتایا

کیوں پڑتا ہے؟ یامین سکون سے آنکھیں موند کر پوچھنے لگا۔

آپ میرے لالہ جو ہیں۔ ماہ روز کے "لالہ" لفظ پہ یامین نے پٹ سے اپنی آنکھوں کو کھولا اور یکدم

سیدھا ہوا۔

کون لالہ؟ کس کا لالہ؟ کہاں کا لالہ؟ میں تمہارا لالہ نہیں ہوں آئینہ مجھے لالہ مت کہنا کتنی بار ٹوکا ہے

میں نے۔ یامین خاصا بدمزہ ہوا تھا۔

روش بھی تو کہتی ہے اُس کو تو نہیں ٹوکتے بس ہر وقت مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں ساری پابندیاں بھی مجھ پہ بس مجھے پتا چل گیا ہے مجھ سے کوئی پیار و یار نہیں کرتا۔ یامین کی بات پہ ماہ روز کی آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر آئی تھی مگر خود پہ اتنے سنگین الزام پہ یامین نے سیل فون کی اسکرین کو گھورنے لگا۔ میں تمہیں ہر وقت ڈانٹتا رہتا ہوں؟ یامین کو لگا شاید اُس نے کچھ غلط سُن لیا ہو۔

ہاں اور نہیں تو کیا۔ ماہ روز سوں سوں کرتی بولی۔

اچھا اب تم روؤ تو نہیں۔ یامین نے نرمی سے کہا

آپ کو کیا میں روؤں یا ہنسو آپ کو کوئی غرض تھوڑی ہے۔ ماہ روز ناراضگی سے بولی۔

سارے غرض مجھے ہی تو خیر چھوڑو تم یہ بتاؤ ٹیسٹ کی تیاری کیسی چل رہی ہے؟ یامین نے اُس کا دھیان دوسری طرف کیا۔

ٹھیک جارہی ہے۔ ماہ روز اپنے گال صاف کرتی اُس کو بتانے لگی۔

صرف ٹھیک ماہ اس میں ٹھیک سے کام نہیں چلے گا۔ یامین نے کہا

تو میں آرٹ کرلوں میڈیکل مجھ سے نہیں ہوگا۔ ماہ روز منمنائی۔

ماہ ڈونٹ بی سلی ٹیسٹ دینے سے پہلے تم ایسا کیسے بول سکتی ہو تم یہ کر سکتی ہو تمہیں کرنا ہوگا۔ یامین نے سنجیدگی سے کہا

آرٹ نہیں تو روش کے ساتھ ماسٹرز کرلوں۔ ماہ روز نے نیا حل تلاش کیا۔

ماہ؟؟ یامین نے تنبیہ کی۔

نہیں کہتی میں کچھ۔ ماہ روز نے ہار مان لی۔

تم میڈیکل کیوں نہیں کرنا چاہتی؟ یامین نے جاننا چاہا
آپ کیوں چاہتے ہیں میں میڈیکل پڑھوں؟ ماہ روز نے دودو سوال پوچھا تو یامین ہنس پڑا
میری بلی مجھ سے میاؤں۔۔ یامین ایمپریس ہوا۔

اُس دن کے لیے سوری۔ ماہ روز نے معذرت خواہ لہجے میں کہا
تمہاری سوری تب قبول ہوگی جب تم دوبارہ ایسی کوئی حرکت نہیں کروں گی۔ یامین سنجیدہ سے بولا
پکا میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گی۔ ماہ روز فورن سے بولی۔

ٹھیک ہے۔ یامین نے کہا
میں فون رکھتی ہوں۔ ماہ روز نے بتایا

کیوں؟ یامین نے پوچھا
جو بات کرنی تھی وہ ہوگئی اس وجہ سے۔ ماہ روز نے بتایا
تو کیا کوئی اور بات نہیں ہو سکتی؟ یامین نے بات کو طویل دی۔
اور کونسی بات؟ ماہ روز کو سمجھ نہیں آیا

تم اتنی معصوم کیوں ہو؟ یامین نے نے اختیار پوچھ لیا۔
آپ مجھے بے وقوف سمجھتے ہیں۔ ماہ روز نے منہ بھلایا

کانوں کا مسئلہ ہو گیا ہے؟ میں نے لفظ "معصوم" یوز کیا ہے۔ یامین تاسف سے سر ہلاتا بولا
میں چلاک ہوں ماہ روز نے جتایا
اچھا۔ یامین دیر تک ہنسا

میرا مذاق مت اڑایا کرے۔ ماہ روز بُرا مان گئی۔

اچھا نہیں کہتا میں تم ٹیسٹ کے بارے میں بتاؤ کیا کیا تیاری ہونی ہے اور کیا تم نے کی ہے؟ یامین نے کیا تو ماہ روز اُس کو سب کچھ بتانے لگی جو یامین بڑی توجہ سے سُن رہا تھا۔



ماہ روش کا آج پہلا دن تھا یونیورسٹی میں وہ آس پاس نظریں گھمانے لگی جہاں گراؤنڈ میں کچھ اسٹوڈنٹس خوش گپوں میں مصروف تھے تو کچھ اپنا سر کتابوں میں دیئے ہوئے تھے۔ ماہ روش اُس سب کو نظر انداز کرتی اپنے ڈپارٹمنٹ میں جانے لگی جو اُس کو پہلے سے معلوم تھا۔ وہ ڈپارٹمنٹ میں داخل ہوتی اپنے کلاس میں جانے والی تھی جب کلاس کے بارے دو لڑکیاں اور تین لڑکوں نے اُس کا راستہ روک لیا۔ ماہ روش اُن کو نظر انداز کرتی سائیڈ سے گزرنے لگی جب وہ دوبارہ سے اُس کے راستے میں حائل ہوئے۔

کیا مسئلہ ہے؟ ماہ روش نے خونخوار نظروں سے اُن سب کو دیکھا نیو ہو؟ ایک لڑکے نے سرتا پیر عبائے میں ملبوس اُس کو دیکھ کر پوچھا اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ ماہ روش نے بتایا

بڑی تیکھی مرچی ہے۔ اُس کے جواب پہ دوسرا لڑکا بڑبڑایا

اس کو اُستاد سیدھا کرے گا۔ تیسرے لڑکے نے بھی باتوں میں حصہ لیا۔

دیکھو باتیں کرتے رہنا پہلے میرے راستے سے ہٹو۔ ماہ روش نے سنجیدگی سے کہا

رلیکس ڈیڑ اتنا ہائپر کیوں ہو رہی ہو؟ اُن کے ساتھ کھڑی لڑکی انمول نے کہا

تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔ ماہ روش نے طنزیہ کیا۔

خوشخبری رائلٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو۔ اچانک مردانہ آواز پہ سب لوگ چونک کر دیکھنے لگے جہاں ایک شان سے کھڑا تھا اُس کی نظر فلحال ماہ روش پہ نہیں پڑی تھی۔ جبکہ ایک کو دیکھ کر کئی اسٹوڈنٹس وہی رک گئے تھے۔

ہے ایک اچھا ہوا آگئے یہ دیکھو نیو کمر۔ اُس کا دوست ہاتھ ہلا کر بولا تو ایک کی نظر عبائے میں کھڑی لڑکی پہ پڑی تو اچانک اُس کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔ وہ چلتا ہوا ماہ روش کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا ایک ماہ روش کو پہچان گیا تھا جبکہ ماہ روش نے اُس کو دیکھ کر کوئی خاص تاثر نہیں دیا تھا۔ ہیلو مس حجابن۔ ایک طنز بھری نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولا

وعلیکم السلام اب اپنی تشریف سائیڈ پہ کرے مجھے کلاس میں جانا ہے۔ ماہ روش نے بیزارگی سے بھرے لہجے میں کہا تو اُس کا اٹیٹیوڈ دیکھ کر ایک نے بامشکل خود پہ ضبط کیا ایک دُنیا اُس کی دیوانی تھی اور ایک یہ چھٹانگ بھر کی لڑکی تھی جو جانے خود کو کیا سمجھتی تھی۔ اگر ہم جانے نہ دے تو؟ ایک نے اُس کو آزمایہ جبکہ باقی سب دلچسپی سے اُن کو دیکھ رہے تھے سامنے سے ہٹو مجھے کلاس میں جانا ہے۔ ماہ روش سامنے ایک اور شاید جو اُس کے دوست تھے اُن سب کو گھور کر دانت پیس کر بولی۔

پہلے تمہیں میری بات ماننے پڑے گی اُس کے بعد ہی کلاس میں داخلہ ملے گا تمہیں۔ ایک زچ کرتی نظروں سے اُس کے نقاب میں چھپا چہرہ دیکھ کر بولا

نوکر سمجھا ہے اپنا جو تمہاری بات مانوں اور میری نہ تم اپنے کان صاف کر کے بات سنو میں نے اجازت نہیں مانگی تم سے سیدھا سائیڈ پہ ہونے کا کہا ہے لگتا ہے آنکھوں کے ساتھ ساتھ کانوں میں

بھی مسئلہ ہے۔ ماہ روش کی بات پہ وہاں کھڑے اسٹوڈنٹس کا منہ گھلا کا کھلا رہ گیا اُن کے لیے ایسا پہلی بار ہوا تھا جو ایک غازیان کو کسی نے ایسی باتیں سنائی ہو اور وہ بھی ایک لڑکی یہ تو مزید حیران کن کی بات تھی۔

تمہیں میں کچھ کہہ نہیں رہا اُس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو منہ میں آئے گا بولتی چلی جاؤں گی۔ ایک اُس کی جانب قدم بڑھاتا طیش کے عالم میں بولا مجھے کوئی انٹرست نہیں ہے تمہارے منہ لگنے کی اس لیے اپنے چچو کو لیکر یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ ورنہ میرا اگر میٹر گھوم گیا نہ تو سب کی صحت کے لیے اچھا نہیں ہو گا۔ ماہ روش بنا اُس کے رعب میں آئے سخت لہجے میں بولی اے لڑکی یہ تم چچے کس کو بولی؟ ایک کے دوستوں میں سے ایک غصے سے کہہ کر اُس کو تھپڑ مارنے والا تھا جب اُس کا ہاتھ درمیان میں ایک نے روک لیا تھا۔ تم جاؤ اپنی کلاس میں۔ ایک اپنے دوست کا ہاتھ چھوڑتا ماہ روش سے بولا جس کی نظر اُن پہ ہی تھیں۔ آئندہ مجھ پہ ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی نہ تو ہاتھ کاٹ کر دوسرے ہاتھ میں تھما دوں گی پھٹ بیٹھتے رہنا لولا بن کر۔ ماہ روش اُس لڑکے کو غصے بھری نظروں سے دیکھ کر کہتی اپنی کلاس میں داخل ہو گئی تھی۔

وہاں کھڑے اسٹوڈنٹس کی "لولہ لفظ پہ ہنسی چھوٹ گئی تھی۔
پٹاخہ۔ ایک نے اُس کو نئے نام سے نوازا

تم نے مجھے کیوں روکا ایک؟ میں عقل ٹھکانے لگا دیتا اُس لڑکی کی جو جانے کیا سمجھ رہی ہے خود کو۔ اُس کا دوست تیز آواز میں بولا

فرید آہستہ آواز میں بات کرو۔ ایک نے تنبیہ کرتی نظروں سے اُس کو دیکھا اوکے سوری پر وہ ہمیں اتنی باتیں سنا کر گئی ہے تم نے اتنی آسانی سے جانے دیا کیوں؟ فرید جھنجھلا کر بولا

اُس لڑکی کو میں دیکھ لوں گا مگر تم اپنے ہاتھوں پہ قابو رکھو۔ ایک سنجیدگی سے دو ٹوک لہجے میں بولا

اوکے گائیز رلیکس کلاس میں چلو وقت ہو گیا ہے ہماری کلاس کا۔ اُن کا دوسرا دوست فیاض بولا تو سب لوگ باری باری وہاں سے ہٹ گئے تھے۔

وہ لڑکی جو نئیر ہے؟ ایک کچھ سوچ کر فیاض سے بولا
ہاں آج ہی آئی ہے۔ فیاض نے بتایا تو ایک سمجھنے والے انداز میں سر کو جنبش دینے لگا۔



جاری ہے